يصلون على النبى يا ايها الذين امنوا صلوا عليه وسلموا تسليما

ديوان نعتيه سيفى

موسوم بہ

نعتستان

مصنفہ عاصی پر معاصی ابو محمد سید حسین سیفی سجانی عرف حسینی میاں

بیدری و حیدرآبادی

مصنف پندستان و بلغ المبین

حسب فرمایش

محسن مفخم عالیجناب مولوی غلام محمود بیگ صاحب اول تعلقدار

ضلع محبوب نگر

مطبوعہ اعظم اسٹیم پریس چارمینار حیدرآباد دکن

بار پنجم (۱۰۰۰)

بلحاظ کاغذ فی جلد ۵ و ۱۲ ار

دعائے طلبا

اے رحیم و مالکِ مہ آسماں
دیکھتا ہے تو ہی اک دن ہو کہ رات
حمد تیری ہو سکے سیفی سے کیا
فضل سے تیرے ہی اے پروردگار
جو رعایا کی رعایت سے ہے خوش
ماحیِ جور و ستم جہل و جفا
پیارے کہتے ہیں ہم جن کو حضور
مہ سریر و خسروِ انجم سپاہ
فضل سے اپنے انھیں تو شاد رکھ
افسرانِ ملک بھی اچھے رہیں
اور ہمارے جس قدر استاد ہیں
تو بچا ان کو دلی آزار سے
دے انھیں اقبال و عمرِ بے محن
ان کے فیضِ علم کا دریا بہا
آج ہم جتنا پڑھیں وہ یاد ہو
پڑھنے لکھنے میں ملیں ہم کو مزے
اے خدا توفیق دے ایسی ہمیں
اور اپنے فضل سے کرنا عطا

اے کریم و خالقِ کون و مکاں
اور سنتا ہے ہمارے دل کی بات
صانعِ مطلق ہے تو ہر چیز کا
حکمراں ہم پر ہے ایسا شہریار
جو برایا کی حمایت سے ہے خوش
حامیِ دینِ متینِ مصطفےٰ
جس سے حاصل ہے ہمیں لطف و کرم
میر عثمان علی خان بادشاہ
اور ان کے ملک کو آباد رکھ
اپنے اپنے کام میں سچے رہیں
جن کے لطفِ عام سے ہم شاد ہیں
بغض و جور و کینہ و پندار سے
رائے روشن اور دل آئینہ تن
اور ہمیں سیراب کر دے اے خدا
مہرباں ہم پر ہر اک استاد ہو
غیبت و شر سے ہمیں نفرت رہے
جس سے پڑھنے پر ہمارے دل جمیں
فہم خوش ذہنِ قوی عقلِ رسا

تا کہ اتنا علم آئے کم سے کم
عقل کی آنکھوں سے دیکھیں تجکو ہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

نیند آنے کے عوض آنکھوں میں آنسو آئیں — سونے والے نہ سنیں رام کہانی میری

الرحمٰن علم القرآن۔ خلق الانسان علمہ البیان) ولقد کرمنا بنی آدم اللہ جل شانہ وعم نوالہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اُس نے محض اپنے فضل و کرم سے نہ صرف انسانوں کو انسان بنایا بلکہ اُن سے اکثروں کو اپنے حبیبِ پاک کے امتی ہونے کی عزت سے بھی ممتاز فرمایا اور عقل سلیم رسا و توفیق نیک دی۔

ولوشاء اللہ لجعلھم امۃً واحدۃً ولکن یدخل من یشاء فی رحمتہٖ

ایک نعمت آدمی ہونا ہی ہے
تم کو سیفی اور اب کیا چاہیئے

سلہ دوسروں کے مقابلہ میں عقلمندی کا دعویٰ کرنا تکبر ہے۔ یہ کہنا اور سمجھنا کہ اللہ نے عقل دی ہے اظہارِ نعیم الٰہی میں داخل ہے۔ اس لئے بیجا انکسار سے بچکر من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کی کنہ کو پہچاننا عاقلانہ کام کرنا اور اس سے دوسروں کو فائدہ پہنچانا چاہئے کہ عاقبت بخیر ہو۔ آتا سب کچھ ہے مگر کرتے کچھ بھی نہیں ایسی عقل و علم سے کیا حاصل۔ برائے نہادن چہ سنگ و چہ زر (واشکروا نعمۃ اللہ ان کنتم ایاہ تعبدون)

نعمتوں کا جاننا بھی شکر ہے — سیفی — بخششوں کا ماننا بھی شکر ہے

جس سے ہو تردید انعام خدا — اسقدر بھی انکسار اچھا نہیں

برے کام سے بچنے کا خیال ہی توفیقِ نیک ہے۔ ورنہ کوئی مستحق عذاب کیوں ہو؟

بہت آسان ہے جنت میں پہنچنا سیفی — رہزنِ عقل اگر کجروی نفس نہ ہو

واللہ! یہی وہ دولتیں ہیں جن کے مقابل دنیوی کسی دولت کی کوئی ہستی نہیں جنہیں یہ فضائل حاصل ہیں انہیں اور کیا چاہیئے من یوتی الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً مبارک ہیں وہ بزرگ جن کو ان نعمتوں کی قدر ہے۔ نادان ہیں وہ لوگ جو ان کے ہوتے طغیان و کفر میں مبتلا ہیں اور مال کی دھن میں مآل کو برباد اور لذائذ فانیہ کے خیال میں خود کو بہائم کی طرح اپنے ہمجنس کے حوالے کر دیتے ہیں۔

قدر آزادی کی سیفی کیجیے — اپنے جیسوں کی غلامی کب تلک[1]

عقلمندوں کو چاہیئے کہ وہ ان بزرگیوں کا عملی شکریہ ادا کرتے رہیں۔ تاکہ دارین کی فلاح حاصل ہو

آدمیت ہو تو پھر ہے آدمی بھی آدمی — جس میں شیرینی نہ ہو وہ راکھ ہی شکر نہیں

اللہ جل جلالہ نے طبع موزوں عطا فرمائی ہے تو اس کا منشا یہ نہیں ہے کہ گل و بلبل اور ساغر و مل کی فرضی تعریف اور ایسے اشعار لکھا کریں جن کو نادان اور جاہل اپنے افعال لاطائل کی خوبیوں کو ظاہر کرنے کا ذریعہ سمجھیں اور عیب کو ہنر سے بدلنے کا وثیقہ خیال کریں۔

حرف آئے جس سے اپنے دین پر — سیفی ایسی شاعری کس کام کی

وہ دردمندان قوم جنہوں نے افراد قوم کے اخلاق کی اصلاح کو اپنا فرض سمجھ رکھا ہے یہ خوب جانتے ہیں کہ اہل دل اساتذہ سلف کے صدہا شعر کس کس موقع پر کون کون اور کیسے کیسے لوگ سنداً پڑھ دیا کرتے ہیں۔ پہلا زمانہ مبارک زمانہ تھا کہ عاشقانہ سچے اشعار کے لکھنے والے بھی تھے اور ان کا مطلب سمجھانے والے بھی۔ آہ۔ اب وہ زمانہ باقی ہے نہ وہ بزرگ۔ فقط چلے ہوئے نوالوں کا چابنا اور اچھوں کی بری نقلیں اتارنا باقی رہ گیا ہے ؎

اب کہاں پہلی سی گلشن کی بہار — کانٹے ہی کانٹے ہیں پھولوں کے عوض

گویا اسی زمانہ کے شعرا کے لئے اللہ عز اسمہ نے ارشاد فرمایا ہے

وانھم یقولون ما لا یفعلون

---

[1] بعض محققین زبان نے اس کو قابل ترک سمجھا ہے۔ جس سے مجھے اتفاق نہیں ہے کیوں کہ اس کا تلفظ نہایت ہی خوش گوار ہے مگر یہ ضرور ہے کہ اس کا صحیح استعمال مذاق سلیم پر منحصر ہے۔ سیفی

واقعی اس آیہ محکم کا مفہوم۔ تاویل و تفسیر کے بغیر کس طرح صاف صاف طور پر ہمارے ذہن نشین ہو جاتا ہے۔ شعرائے عرب کی شاعری بھی دور از حقیقت تخیل اور عامیانہ مضامین کی وجہ عبرت انگیز بھی مگر اتنی نہیں جتنی کہ اب ہے ؎ سیفی

چھوڑئے ابرو کو گیسو کی ادا کچھ اور ہے
وہ بلا کچھ اور بھی اور یہ بلا کچھ اور ہے

خصوصاً ان دنوں خدا کے ساتھ پیغمبروں کے ساتھ فرشتوں کے ساتھ جو جو بے ادبیاں گستاخیاں اور شوخیاں ہو رہی ہیں وہ ایسی نہیں ہیں کہ جذبات و عقائد مذہبی کا استیصال نہ کر دیں عام مذاق اس قدر بگڑ گیا ہے کہ جب تک خالق کا وجود مخلوق میں ثابت نہ کیا جائے سامعین کو لطف ہی نہیں ملتا۔ ظاہر ہے کہ اس کا کیا نتیجہ ہوگا ؎ سیفی

کبھی کسی پہ یہ غمزے نہ مہرباں ہوں گے
ابھی غضب ہیں تو آگے بلائے جاں ہوں گے

خاکسار بھی نادانی سے اپنی طالب علمی کے زمانہ میں اسی طرف متوجہ تھا چنانچہ ایک مکمل عاشقانہ دیوان (موسوم بہ عشقستان) عمر عزیز کا ایک قابل قدر حصہ تلف ہو جانے کی یادگار ہے نوحہ خوانی کے لئے مزار محنت بنا ہوا ہے۔ لیکن جب فرقان کریم میں بار بار شاعری کی توہین اور نبی مکرم کے شاعر نہ ہونے کے تاکیدی احکام دیکھے تو یہ بے مرجع ومآب زلف و ابرو سانپ اور بچھو کی طرح ڈسنے لگے خیال ہوا کہ بغیر تعیین معشوق و پابندی شرع اپنی شاعری نہ صرف ہمارے لئے بلکہ قوم کی قوم کے لئے سخت مضر و مہلک ہے

سوا خدا کے لگاؤ نہ دل کسی سے تم
نہ رہنے پاؤ گے ورنہ کبھی خوشی سے تم

محض زبان کا خیال کر کے دارین کے فوائد جلیلہ سے محروم رہنا سراسر نادانی ہے

۱۳ مخلوق سے افضل و اعلیٰ۔ پیغمبر۔ نبی عام ہے خواہ صاحب کتاب ہو یا نہ ہو۔ رسول کیلئے صاحب کتاب ہونا ضروری ہے ۱۴ عزت دادہ شدہ ۱۵ جائے بازگشت مرجع ومآب مترادف الفاظ ہیں ۱۶ ضرر پہنچانے والی ہلاک کرنے والی ۱۷ بزرگ۔ بڑے۔

خصوصاً اُس وقت جبکہ اصلاحِ زبان کے صدہا جائز ذرائع موجود ہوں پس اس ہیچمیز نے حمد و نعت کی جانب جس کی طرف بدؔ و شعورؔ سے طبیعت مائل تھی توجہ کی تاکہ سرکارِ دو عالم کی محبت دل میں گھر کر جائے اور دنیا نہ سہی عاقبت تو سنور جائے۔

(والاخرۃ خیر و ابقیٰ) (واللہ یرید الاخرۃ)

اِن گناہوں پہ ہے عشقِ مصطفےٰ (سیفی) دیکھتا ہوں اپنی جرأت کی طرف

حیف صد حیف

لائقِ عشقِ نبی مجھ سا گنہگار نہیں ‏ ‏ اس لئے شرم کے آتے ہیں پسینے مجکو

افکارِ دنیا میں چورؔ مئے ہوا و ہوس سے مخمورؔ ہوں۔ جہاں تک دیکھتا ہوں میری ہمت، ہمت ہے نہ میری نیت، نیت۔ حوصلہ کم حوصلہ اور سلیقہ بے سلیقہ ہے عشقِ نبی تو وہ بارِ گراں ہے! جس کے لئے بڑا دل، بڑا جگر اور اخلاصِ حضرت اویسؔ و جنابِ ابو ذر چاہیئے۔ یہاں تو ذرا کے ذرا میں ارادے ڈانوا ڈول اور ہاتھ غیر کے آگے کچکولؔ بن جاتے ہیں۔ پس میری ندامتؔ کا کوئی اندازہ اور شرم کا کوئی ٹھکانا نہیں ہے، بایں ہمہ نعت گوئی ہی طبعِ موزوں کے لئے متاعِ امتیاز اور امید شفاعت کے لئے سرمایۂ ناز ہے تو محض اس لئے کہ

سیفی غلامِ شیفتگانِ نبی ہوں میں ‏ ‏ منظور شاعری سے ہے ان کی رضا مجھے

اب جنابِ باری میں بہ تضرعؔ و زاری التجاؔ ہے کہ اس خدمت کی بدولت مجھ عاصی کو اپنی اور اپنے حبیبِ پاک کی سچی محبت اور بڑھ کر کم نہ ہونے والی کششِ الفت مرحمتؔ فرمائے اور خاتمہ بخیر کرے! آمین آمین یا ارحم الراحمین۔ سیفی

نکل جائے دم مصطفےٰ کہتے کہتے ‏ ‏ خدا و رسولِ خدا کہتے کہتے

۸۔ رگڑ گڑا کر رونا۔ عاجزی کرنا۔ ۱۱۔ آرزو کرنا۔ درخواست کرنا۔ ۱۲۔ مہربانی رحم کرنا۔ ۱۳۔ کتاب کا آخری حصہ انجام۔

حمد سرائی سے مکرم کوئی کلام اور نعت گوئی سے محترم کوئی کام نہیں مدح و مداحین حضورِ انور کا مخالف کوئی بے ایمان ہوگا۔

الشعر کلام فحسنہ حسن و قبیحہ قبیح (مشکوٰۃ)

مگر افسوس ہے کہ ان دنوں اس گلشنِ بے خار میں بھی وحشت کے آثار نمایاں ہیں بے ریا بہی خواہانِ قوم کی مخلصانہ تحریکوں نے اتنا تو کیا کہ بعض عقلمند افرادِ قوم

الشعراء یتبعھم الغاوٗن

کی زد سے نکلنے کی سعی کر رہے ہیں لیکن انھیں معلومات کی کمی، ہمت کی کوتاہی کی وجہ شاعری کے دلچسپ مصارف نظر نہیں آتے اور یہ سہل انگاری سے نعت گوئی کی طرف متوجہ ہیں کیونکہ اس طرف کچھ ہی زیادہ توجہ کرنی پڑتی ہے مگر اتنا خیال نہیں کیا جاتا کہ زبانی شاعری زبانی شاعری ہے اس کو اس سے اور ذرہ کو آفتاب سے کیا نسبت۔ رندانہ شاعری میں کیسی ہی غلطی کیوں نہ ہو جائے پوچھنے والا کون؟ اور کس کا؟ نقصان کیا؟ نعت کا عالم ہی کچھ اور ہے۔ پھوک پھوک کر قدم رکھنا پڑتا ہے۔ عقائد کا خوف ایمان کا ڈر ہے۔ علم و باعمل سچا خلوص بے ریا عقیدت درکار ہے۔ پختہ علم ہو تو نورٌ علیٰ نور ورنہ اس ارفع و اعلیٰ مقام پر تو صرف بے نقص مضامین اور ان کی حقیقت سے بحث ہے نہ کہ لفاظی سے ہے یہ کہ (فی کلِ وادٍ یھیمون) کی حد سے باہر رہنا پڑتا ہے۔

عشقِ احمد ہی ہے جو کچھ بھی ہے لیکن سیفی
دمِ شمشیر ادب پر تمھیں جینا ہوگا

افسوس کہ بہت کم حضرات نشیب و فراز کا خیال فرماتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں نہ روزہ رکھتے ہیں! احکامِ خدا کا پاس ہے نہ ہدایاتِ نبی کا احساس مگر عاشقِ رسول ہیں

صوم ۱۱ صاف و پاک ہونا مجازاً بے لوث اور خالص دوستی ۱۲ بہت بلند ۱۳ فصاحت خوش بیانی۔ زیادہ گوئی طول کلامی۔ ڈینگ۔ شیخی ۱۴ باڑھ ہتیاروں کی دھار ۱۵ پستی ۱۶ بلندی ۱۷ چھونا۔ حس کرنا۔

بے لگام دریدہ دہن بکے جاتے ہیں! بے ادبی ہو رہی ہے اس کی خبر نہیں! کفر کلمے نکل رہے ہیں اس پر نظر نہیں! افسوس! ؎ سیفی

حکم نبی سے عشق نہیں اور نبی سے ہے
پیاسے نہ ہوں تو چشمۂ کوثر سے نفع کیا

واقعی

کلیجا قیس کا دل کوہ کن کا چاہیے سیفی
کسی پر جان دینا ہر کسی سے ہو نہیں سکتا

یہ اور ستم کہ اس بے ادبانہ نعت گوئی کو اپنا نام و نمود قائم کرنے والی گروہ قوال[۹] بھانڈ طوائف[۱۰] اور آوارہ لڑکوں کو جو قوم کے حق میں سم قاتل ہیں سکھا دیتے ہیں اور وہ گلیوں میں سینہ خانوں میں بیٹھے الاپے جاتے ہیں فاعتبروا یا اولی الابصار بے وضو جب نام لیتے ہیں ترا (سیفی) شرم کے مارے مرا جاتا ہوں میں

سلطان[۱۰] بھائی بھائی تو آپس میں بہت عزیز ہوا کرتے ہیں۔ بدقسمتی سے کسی کو برادران معاند نصیب ہو جائیں تو اور بات ہے۔ عموماً تو باہم گہری محبت اور طبعی موانست[۱۱] ہوتی ہے جس کا اقتضا ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی کا بد روش ہونا پسند نہیں کرتا اور افعالِ مذموم[۱۲] کا خوگر[۱۳] ہو جائے تو راہ و رسم میل ملاپ قطع کر دیا جاتا ہے اور یہ بیان محتاجِ دلیل و برہان نہیں ہے۔ ہمیشہ ایسے واقعات دیکھے اور سنے جاتے ہیں! عزیزو! جائے غور ہے کہ برادرانِ جسمانی کی اصلاح کے لئے تو یہ کچھ تکلف کیا جائے اور برادرانِ روحانی کے لئے کچھ بھی نہیں۔ یہی حال ہے تو خدا کو کیا منہ بتاؤ گے انما المومنون اخوۃ[۱۴] پر ایمان ہے تو میل جول اور مصافحہ ترک کر کے ان ننگِ قوم افراد کو راہ پر لانے کی فکر کرو! دیکھو! قرونِ[۱۵] اولیٰ کے مسلمانوں کو کہ زکوٰۃ نہ دی جائے تو جہاد فرماتے تھے۔ اور بدکاروں سے مصافحہ نہ کر کے شہید ہو جاتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ بزرگ اپنی قوم میں کسی ذلیل گروہ کے نہ ہونے کا ایک ایسا دعویٰ کرتے تھے کہ دنیا کی کوئی قوم اس کا جواب

۹ طائفہ کی جمع جماعتیں مجازاً بازاری پیشہ ور عورتیں
۱۰ بفتحتین
۱۱ باہم دوستی کرنا
۱۲ برا مذمت کیا ہوا
۱۳ خوگر عادت کرنے والا
۱۴ یہ کہ مسلمان سب آپس میں بھائی بھائی ہیں
۱۵ جمع قرن بمعنی زمانہ

اسی طرح رقص[1] وسرود[2] کی محفلوں میں۔ اے بسا ابلیس آدم روئے ہست کے مصداق[3]
فرعونِ بے سامان[4] کرسیوں پر بیٹھے تنتے رہتے ہیں۔ حقانی اور نعتیہ غزلوں کی فرمائش[5]
ہوتی ہے اور گوئے جوتیوں کے پاس بیٹھے گاتے رہتے ہیں۔ مضمون ہے رونے کا
مگر قہقہے مارے جاتے ہیں۔ بات ہے عبرت[6] ونصیحت کی لیکن ٹھٹھے کئے جاتے ہیں
ایسے وقت کوئی شامت کا مارا نیک نفس موجود ہو اور وہ خاموش رہے یا نصیحت
کر بیٹھے تو بیچارہ کی جو گت بنائی جاتی ہے وہ ناقابلِ اظہار[7] ہے ۔ سیفی

خود پسندی کی ہے دنیا میں یہ ادنیٰ سی مثال
کوئی عزت نہیں دیوانوں میں ہشیار و نکی

بقیہ برصفحہ گذشتہ:۔ نہ دے سکتی تھی۔ کیا اب ہم ایسا ادعا کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں! اللھم اھد نا
الصراط المستقیم۔

لہ۔ ناصرالدین محمود جو التمش کی اولاد سے پانچواں اور ہندوستان کا ایک عظیم الشان
فرماں روا تھا۔ اس کے زہد واتقا کے بیان میں معتبر مورخین لکھتے ہیں کہ ملازمین سے
کسی کا نام محمد تھا جس کو وہ ہمیشہ اُس کے اصلی نام سے پکارتا۔ ایک دن تاج الدین کہہ کر
بلایا۔ ملازم ناراضی کا شبہ کر کے خوف سے گھر بیٹھ گیا۔ طلب کر کے نہ آنے کی
وجہ پوچھی۔ غیر حاضری کی حقیقت عرض کرنے پر اُس پابندِ شرع۔ مقلدِ صحابہ کرام
سلطان نے فرمایا کہ اُس وقت وضو نہ رہنے کی وجہ تمہارا نام لیتے ہوئے جو
نہایت باعظمت ہے تامل کیا گیا ورنہ میں خفا نہیں تھا۔ ع سیفی۔

عزیزو! یہ ہیں عاشقانِ محمد

سے بت نقش چین
بیٹھے سے اترا رہتے ہیں
سے پیدا ہوئی
وہ تھٹے جب پیدا
مسخری ہو سکیں
سے نور سے بے نور
سے نتیجتی باز

سے دعوی
سے نتیجے نا اعتبار
سرزد ہ سے شدہ
سرزد ہ شہ مورخ کی
جمع تاریخ لکھنے
والے سہ پیروی
کرنے والا ۱۰ صحبت
و ہم نشین اصحاب
رسول مقبول ۱۱
اندیشہ کرنا سوچنا
غور کرنا
بقیہ حاشیہ برصفحہ ۳
۱۲ خفق کی جمع
۳۰ قوت ذائقہ کا محل
یعنی زبان اور تالو
حلاوت شیرینی ۱۲

انما المومنون اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم و اذا تلیت علیھم ایاتہ زادتھم ایمانا و علیٰ ربھم یتوکلون ایسے ہی دسویں چالیسویں اور شادی بیاہ میں بھی جہاں دستور ہے میلاد شریف کی مجلسیں ہوا کرتی ہیں ان میں بھی کچھ کم بے اعتدالیاں نہیں ہوتیں۔ میلاد خوانوں کو رات بھر جاگنا پڑتا ہے اس لئے وہ نیند نہ آنے کے لئے کئی ناجائز افعال کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ یہ عموماً جاہل اور ان پڑھ ہوتے ہیں اس لئے ان سے جس قدر بھی غلطیاں ہوں وہ تھوڑی ہیں ؎

امید حق شناسی جاہلوں سے؟ یہ باتیں علم والوں کے لئے ہیں!!

میلاد خوانی کے لئے ادب کے خلاف اور چیخنا چلانا اس غضب کا ہوتا ہے کہ استغفر اللہ

ان انکر الاصوات لصوت الحمیر

ایسی مجلسوں کا انعقاد فرض ہے نہ واجب سنت ہے نہ مستحب محض حسن عقیدت اور منشائے ذکر خدا و رسول ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ واعظ ان غلطیوں کی طرف کیوں توجہ نہیں کرتے؟ کھانا وہی اچھا ہے جو جزو بدن ہو۔ کپڑا وہی بہتر ہے جو زیب تن ہو۔ ایسا کام ہی کیوں کیا جائے کہ نیکی برباد اور گناہ لازم ہو۔ مجلسیں کی جائیں تو پورے پورے ادب و احترام کے ساتھ ورنہ اس کا خیال ہی نہ کیا جائے۔ مناسب یہ ہے کہ قصائد خوانی کے لئے وہی اشخاص بلائے جائیں جو باخبر پڑھے لکھے۔ نیک و بد سے واقف اور پابند صوم و صلوۃ ہوں۔

کیوں کر کوئی خطا وہ کریں گے ارادۃً
جو دل لگا کے کرتے ہیں تیفی ادا نماز

جو مسکرات اور فحش افعال کے متعود اور بدنام ہیں وہ ہرگز نہ بلائے جائیں ؎ سیفی

جو خدا ہی کی نہ کچھ پروا کریں اس کے بندوں کی انھیں کیا قدر ہے

قصائد عالمانہ طرزوں میں اور صحیح صحیح پڑھے جائیں۔ پڑھنے والے دو چار ہی ہوں مگر خوش آواز ہوں۔ دفون کا پیٹنا بہت ہی برا ہے۔ مجلس اسی وقت تک رہے جب تک

لے خیر یہ تو ان لوگوں کے واقعات ہیں جو جاہل سمجھے جاتے ہیں اب ہمارے قومی عالم و فاضل رہنماؤں کے کارنامے ملاحظہ فرمایئے۔ ایک جلسہ میں حضرات مذکور اور اکثر معززین تشریف رکھتے تھے امید تھی کہ جو کچھ کارروائی

قارئین و سامعین پر ضروری ادب و تعظیم بار نہ ہو۔ اگر ان مشتے نمونہ از خروارے واقعات پر سے غور کر کے تمام خرابیوں کی اصلاح کی جائے تو یقیناً ایسی محفلیں سراپا خیر و برکت اور تمام تر حسن و سعادت ہونگی اور غیر اقوام کے لئے نیک نمونہ بھی ایسا ہو جائے تو مہذب و ثقہ لوگ بھی میلاد خوانی کو عیب نہ سمجھیں گے کیونکہ یہ میلاد خواں اپنی کم علمی جہل بد روشی اور مفلسی کی وجہ قوالوں سے شاید کچھ ہی اچھے سمجھے جاتے ہیں۔

بزرگان قوم! یہ حقایق ہیں من گھڑت نہیں ہے۔ کسی کی تذلیل منظور ہے نہ کسی خاص آبادی کا مذکور بلکہ دشمنوں میں گھری ہوئی مظلوم قوم کا حال زار ہے' رحم فرمائیے غور کیجیے! اور اپنے ہی دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھئے (انما الاعمال بالنیات) واللہ یعلم مافی قلوبکم۔

جن مضامین کا تعلق آپ سے نہیں ہے ان مضامین کا تعلق آپ سے نہیں ہے۔ آپ اور آپ کے مضامین سچے اور اچھے ہیں تو الحمد للہ آپ ایک باخبر اور راہ نما بزرگ ہیں اور آپ جیسے حضرات ہی کی اسوقت قوم کو بہت ضرورت ہے خاکسار نے جو کچھ لکھا ہے نیک نیتی سے لکھا ہے۔ برا نہ مانئے! آئیے! اور بلا تصنع کچھ کیجیے کیا کیا جائے! جب بعض قومی مجلسیں اَرذل اقوام کے طور و طریق سے ملتی جلتی اور ایک طوفان بے تمیزی نظر آتی ہیں تو روح کو سخت صدمہ ہوتا ہے ؎ سعدی

چواز قومے یکے بے دانشی کرد　　　نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را

اگر ہم قوم کا نیک نمونہ نہوں تو چاہیئے کہ اس قدر بد نمونہ بھی نہ ہوں یہلے ہی نئی روشنی والے بات بات پر اعتراض کر بیٹھتے ہیں۔ جب ایسی بد عنوانیوں سے بھری ہوئی محفلوں پر اُن کی نظر پڑتی ہے تو سرود بہ مستان یاد دہانیدن کی مثل صادق آجاتی ہے۔

آہ! ان نئی روشنی والوں کے خیالوں نے ہمیں جسقدر نقصان پہنچایا ہے اُس کا بیان خارج از امکان ہے کیونکہ اولیائے کرام و علمائے عظام کے قابل جانشین

بقیہ صفحہ گذشتہ:۔ ہوگی وہ فرد نتیجہ خیز ہوگی' مگر ہوا یہ کہ ایک روشن خیال بزرگ نے اپنے مریدوں کے استمالت قلوب کی کامل ایک گھنٹہ تقریر کی۔ اس کے بعد ایک نظم پڑھی گئی' جس کا مطلب یہ تھا کہ قوم تباہ و برباد ہوگئی ہے اور اس ورجہ کہ اب اسکے سنبھلنے کی کوئی توقع نہیں ہے۔ مگر یہ جانکاہ مضمون شاعرانہ لفظ پرستی میں ادا کیا گیا تھا جس پر اسقدر واہ واہ ہوئی

پڑھنے والے ۔ سننے والے ۔ بوجھ جسکو ایک گدھا اٹھا سکے ۔ جس شخص کے قول و فعل پر اعتبار ہو ۔ حقیقت کا جیسے دوسرے کو بے عزت کرنا ۔ اسم مفعول کا صیغہ ہے فارسی و اردو میں بمعنی ذکر مستعمل ہے ۔ بناوٹ ۔ رذیل بہت ذلیل ۔ قوم کی جمع ۔ گروہ جماعتیں ۔ ولی کی جمع خدا رسیدہ ۔ کریم کی جمع سخی اور بزرگ لوگ ۔ عظیم کی جمع بزرگ لوگ ۔ اپنی طرف مائل کرنا ۔ دلجوئی کرنا ۔ قلب کی جمع ۔ جان کو گھٹانے والا

عنقا صفت ہیں اور اعدائے مذہب حشرات الارض کی طرح بے شمار۔ اس پر ان غیر محقق نیم حکیم، نامحرم اسرار اور اغیار کی کتابوں کے مسلمانوں کی مسلمانی نونہالان قوم کے لئے خصوصاً اور جہلائے قوم کے لئے عموماً وجۂ اعتبار ہے یہ لوگ جلسوں میں تو عام مخالفت کے خیال سے کچھ نہیں کہتے مگر اور موقعوں پر خوب دل کھول کر بک لیتے ہیں نعوذ باللہ العظیم خدا اور رسول تو ان کے پاس کوئی چیز نہیں ہیں۔ بزرگان دین تو محض بے وقوف اور میلاد خوانی تو سراسر جہل و نادانی! کیا ایسے لوگ مصلح قوم ہو سکتے ہیں

اللھم احفظنا من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا!

شکوہ ہے چرخ کا نہ شکایت ہے غیر کی
جو کچھ بھی ہے مجھی سے ہے سیفی گلہ مجھے

اس میں کلام نہیں کہ چند خوش اعتقادانِ کم علم نے بزرگان دین کے نام نامی کے ساتھ کئی ایسے قصے بھی منسوب کر دئے ہیں جنکی مورخانہ تحقیق کے آگے کوئی وقعت نہیں اور ایسے رسم و رواج بھی پیدا کر دیے ہیں جن کا اصل مذہب سے کوئی تعلق نہیں لیکن قوم کے نادان دوست بزعم خود ان برے اچھی اور سچی باتوں کو بھی غلط ہی سمجھ رہے ہیں اور سمجھا بھی رہے ہیں ان کی آتش بیانی کی چنگاریاں کچھ دلوں میں ہیں اور کچھ جدید کتابوں میں یہ دبی ہوئی آگ اپنا کام کر رہی ہے اور ایسے جاہلانہ سائنس کے جھونکے لگ رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اب ہمارے اور ہماری قوم کے ہونہاروں کے دلوں سے مذہب اور بزرگان مذہب کی محبت دور ہو رہی ہے یہ کوئی چھپی ہوئی بات نہیں ہے۔ اس سے مبصرین واقف ہیں۔ مگر قوم کی بہتری کا وقت آئے اور توفیق ہو تو ان کی زبان کھلے (کل امر مرھون باوقاتھا) ناظرین کرام غور فرمائے! کہاں ہیں وہ آج سے پانچ پچیس برس گزشتہ کے حج کے ولولے اور حاجیوں کی تعظیم؟ اور کہاں ہیں وہ رمضان کی خوشیاں حافظوں کی قدر دانی اور روزوں کے اہتمام اور کہاں ہیں وہ زکوٰۃ کے تذکرے اور خیر و انعام! نہیں ہیں تو کیا وجہ ہے ؎ سیفی

بقیہ صفحہ گذشتہ:۔ کہ شور و شغب سے کانوں کے پردے پھٹ گئے اور جلسہ بانیوں کے خیال کے موافق نہایت کامیابی کے ساتھ ختم ہو گیا اے قوم کا سچا درد رکھنے والو تم کہاں ہو آؤ! دیکھو! کہ ہمارے خرمان نصیب قومی جلسے کیا کہہ رہے ہیں اور ان کے اطوار کس قدر وحشتناک ہیں! آہ! سیفی — وہ کیا دیکھیں گے قومی بہتری کو ❊ جنہیں لالچ نے اندھا کر دیا ہے

مستحق سائل بدکار نہیں ہے لیکن — مقصر خیر بھی لاکھوں میں اگر ہمت ہو

حکمائے اسلام کی مصلحت انگیز تحریکوں سے کئی مفید دعوتیں اور مجلسیں جنکا رواج اب کم یا مفقود ہو رہا ہے، ہوا کرتی تھیں جن میں ملائک صفت حضرات شریک رہتے تھے جہاں اخلاق محمدی کا سچا نمونہ نظر آتا تھا اور ہر ایک کام ادب و تعظیم سے ہوا کرتا تھا مگر ؎ سیفی

اب کہاں وہ خیر و برکت کی مقدس محفلیں
دینداری کا مزہ اور لطف ہی جاتا رہا

اب جو کچھ مسجدوں کی آبادی، خانقاہوں کی رونق اور آثار خیر باقی ہیں وہ ایسے ہی بزرگان آفتاب لب بام اور اُن کے پیروں کے دم قدم سے باقی ہیں

سیفی اس رخ ہی کو ہے منزل مقصود چلو
کہ شفق سے مہ تاباں کا پتہ ملتا ہے

۱؎ کسی محفل میں ایک منصبدار عہدہ دار صاحب نے اپنی تنگدستیوں کا ذکر کرتے ہوئے، جو موٹر یا گاڑی اور بے ضرورت ساز و سامان کے خبط میں دستگیر تھیں، افسوس سے فرمایا کہ دکان والوں کے تقاضے سے اس دوازدہم شریف کی نیاز[13] میں مجھے سو روپے بھیجنے پڑے جو فضول کھلانے پلانے میں صرف ہو جائینگے، مجھے یہ سنکر بہت رنج ہوا کیونکہ یہ بخل[14] کار خیر میں اور اُن لوگوں کے ساتھ کیا جا رہا ہے جو آڑے وقت ان کے کام آنے والے ہیں جب قوم کے متمول[15] افراد سال میں سو پچاس روپے قوم کے غریبوں پر صرف کرتے ہوئے جان دیتے ہیں تو قوم وقت پر جان کی جیسی عزیز چیز کیا خاک ان پر نثار کرے گی اور ان کے ایما پر لڑنے مرنے تیار ہو گی؟ یہ نفس پرست اور خود غرض جب خود آفات ارضی و سماوی میں مبتلا ہو کر مزعفر و بریانی کو ترسا کرینگے اُس وقت اُنہیں معلوم ہو گا کہ زکوٰۃ اور نذر نیاز کیا چیز ہے اور غربا، یا حیائے قوم کی امداد و اعانت کے کیا طریقے ہیں! اس کا یہ مطلب نہیں کہ مشٹنڈے گداگروں کی ضیافتیں کی جائیں بلکہ جو قابل رعایت لوگ ہیں اُن کا اور دوسرے بہترین قومی مصارف کا لحاظ رکھنا چاہئے ؎ سیفی

کمینے مالداروں کے اعزہ[16] کیوں نہ مفلس ہوں
صدف اک بوند بھر پانی کو دریا میں ترستی ہے

۱ نفع کا حقدار ۲ سوال کرنے والا بھیک مانگنے والا
کرنے والا ... ۴ نفع پہنچانے والا
۵ ملک کی جمع فرشتے
صفت فرشتوں کی سی اوصاف رکھنے والے
۶ بزرگ لوگ
۸ اثر کی جمع نشانیاں
۱۱ چہرہ
۱۲ قصد کیا ہوا
۱۳ صبح اور شام
آسمان کا کنارہ
چاند اور سورج ... وقت دکھائی دیتا ہے

اصلاح کی ضرورت ہے! اور بہت ہے مگر ایسی نہیں کہ ان مصلحت آمیز امور کا انعقاد ہی برا سمجھا جائے جو کام مذہب سے محبت اور قوت اجتماعی میں اضافہ پیدا کرنے والے ہیں ان کا ہونا نہایت ضرور ہے اور ازبس مفید۔ عوام عموماً سطحی خیال کے ہوتے ہیں ان کے نور ایمان کو بڑھانے والی اور جذبات مذہبی کو قائم رکھنے والی اور نام کے مسلمانوں کو کام کے مسلمان بنانے والی یہی باتیں ہیں ؎

سینچے جاتے ہیں درختان کہن سال کہیں
عید بچوں کے لئے ہے نہ کہ بڈھوں کے لئے

جاہلوں ہی کیلئے عیش و خوشی ہے سیفی
قید خانہ میں خرد مند کو آرام کہاں

اگر ہم ہندی مسلمانوں میں جثہ حصہ کی کمی کے ساتھ کما حقہٗ جوش ایمان بھی نہو تو کیا حشر ہوگا اور آیندہ کیا امید ہے ؎

گرمی عشق ہے کہ زندہ ہیں!
جب یہ سیفی! نہیں تو ہم بھی نہیں

ہاں عوام کو خلاف شرع امور سے بچانا اور مفید کاموں میں جو نقص پیدا ہو گئے ہیں ان کو کسونچ سمجھ کر دور کرنا ایک اہم فرض ہے۔ ہر ایسا شخص جو کچھ کر سکتا ہے اس پر فرض عین ہے کہ ان دنوں اپنے کام و زبان و قلم کو بے موقع حیا۔ کم ہمتی اور اعتراضوں کے خوف سے بند نہ رکھے ورنہ نبی اکرم کو کیا جواب دیا جائے گا کیونکہ اسی امت کی بہتری کے لئے حضور انور اتنی دیر تک دعا و التجا میں مصروف رہتے تھے کہ روتے روتے آنکھیں اور کھڑے کھڑے پائے مقدس سوج جاتے تھے جو شفاعت کے طلبگار ہیں اور جنھیں دین و ایمان پیارا ہے انھیں چاہئے کہ اس اکال المذاہب زمانہ میں اپنے برادران دینی کی امداد و اعانت کے لئے ہر طرح مستعد ہو جائیں اور انما المومنون اخوۃ کو ثابت کردیں۔

معلوم نہیں ہمیں مصائب افراط و تفریط سے کب نجات ملتی ہے۔ اس وقت تو بڑی کشاکش ہے۔

ف بزرگان سلف کے بعض ان پڑھ ناخلف تو یہ چاہتے ہیں کہ قومی افراد گداگر ہو جائیں

یا لکیر کے فقیر بنے رہکر قل اعوذ یہ کہلائیں۔ مذہب بدنام ہو یا ناجائز رسوم کا رواج بڑھتا جائے اس کی پروا نہیں مگر کسی طرح نذرانہ[1] صحیح ہوجائے تو بس ہے کفر و شرک کا کوئی خیال نہ اہل و نا اہل کا کوئی لحاظ نہ آنحضرت کے زمانہ مقدس کی سی شرع کی پابندی کی جانب توجہ ؎

کنعان[2] صفت شریف! خدا سے کبھی کو ڈر
لیس من اہلک پہ ذرا غور بھی تو کر!

عہد رسالت میں رموز[3] طریقت انہی کو بتائے جاتے تھے جو اس کے اہل تھے وہ بھی راز میں! طریقت کے متعلق جو احکام ہیں وہ محض ایسے ہی ہیں جیسے کہ ہماری حکمران قوم کے بعض اہل الرائے[4] مدبروں[5] نے علانیہ[6] کہدیا ہے کہ ہندوستان جب تک جاہل اور ان پڑھ ہے! ہمارا ہے! ورنہ اس کا بھی وہی حشر ہوگا جو امریکہ کا ہوا۔ یعنی[7] اس رمز کے ظاہر کرنے میں ابات کی مطلق پروا نہیں کی کہ ہندوستان متنبہ[8] ہوکر اکتساب[9] علم کی جانب کامل توجہ کرے گا۔ اور حکومت کو نقصان پہنچیگا کیونکہ جب تک حکام رعایا کی دستگیری نہ کریں ایسا ہو نہیں سکتا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عہد مبارک میں بھی یہی نکات[10] پیش نظر تھے کہ منتخب[11] بزرگ اس طرف متوجہ تھے عوام کو اس کی خبر بھی نہ انھیں توجہ دلائی جاتی تھی۔ پابندی شریعت عین حکمت متصور تھی ہر ایک خلاف شرع کام کا فوراً تدارک[12] کیا جاتا تھا جس کی وجہ اس وقت فرقہ بندی نہیں تھی اور کیوں ایسا نہ کیا جاتا ؎ سیفی

قیمتی چیز اگر ہو تو اُسے بیچتے وقت
دیکھ لی جاتی ہے عزت بھی خریدار و نکی

بعد میں ہمہ اوست کی جو صدائیں لگائی گئیں ان خرابیوں کی بنیادیں پڑیں جو اس وقت ہماری ترقی میں سد سکندر[13] بن گئی ہیں۔ اگرچہ انھی خرابیوں کے اندیشہ سے علماء وقت نے قتل و دار کے فتوے صادر کرنے میں کوئی تامل نہیں فرمایا لیکن وہ کچھ اسی زمانہ کے لئے مفید ہوا اب بڑی دقت پڑ گئی ہے افسوس کہ اس زمانہ میں بھی

[illegible] ۹ حاصل کرنا ۱۰ نکتہ کی جمع وہ لطیف اور پاکیزہ باتیں جو ہر کسی کی سمجھ میں نہ آسکیں ۱۱ انتخاب کردہ، چنندہ، برگزیدہ ۱۲ گم کی ہوئی چیز کو پانا، عوض، بدلا ۱۳ سکندر بادشاہ کی بنائی ہوئی دیوار جو [illegible]

ویسی ہی صدائیں لگائی جاتی ہیں مگر وہ شریعت کے فدائی عالم کہاں سچ تو یہ ہے کہ جیسے یہ ہیں ویسا زمانہ بھی ہے ؎

زمانہ زمانے پہ کرتا ہے ثابت
کھرے کو کھرا اور کھوٹے کو کھوٹا

غور طلب امر یہ ہے کہ آخر قتل و خون کے فتوے اجرا ہونے کی وجہ کیا تھی؟ یہی کہ عوام کے عقاید میں خرابی نہ پیدا ہو (هل یستوی الاعمی والبصیر) تحصیل مقاصدِ طریقت کوئی کھیل نہیں ہے اس کے واسطے سخت مجاہدہ اور بڑی ریاضت چاہئے۔ بہترین زہد و تقویٰ انتہائی صبر و قناعت درکار ہے! اور یہ کس قدر کٹھن کام ہیں؟ کیا قوم کے ناتواں ہیئت افراد ان شدائد کے متحمل ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں! یہ مسئلہ بھی غور کے قابل ہے کہ اب اگلے زمانہ کے جیسے الوالعزم اولیا کیوں نہیں پیدا ہوتے؟ ہے یہ کہ پابندی شریعت کی آخری حد تصوف کا ابتدائی زینہ ہے۔ قرونِ اولیٰ میں ہر شخص شرع کا پابند تھا اس لئے پابندی شرع کی جو غرض ہے وہ انہیں بدرجۂ اتم حاصل رہتی تھی ان میں جو لوگ حضور قلب کے ساتھ عقل سے کام لے کر صوم و صلوٰۃ ادا کرتے تھے انہیں خودبخود

بقیہ صفحہ آئندہ:- انتظام سے کھڑا کر دیا اور اس قدر کہ آپ گورنری جیسی خدمت کو لات مار کے حضرت جنیدؒ کی خدمت میں بطور خادم حاضر ہوئے۔ فقیری کب آسان تھی؟ ارشاد ہوا کہ تم حاکم رہ چکے ہو! حکومت کے زمانہ میں کیا کیا غلطیاں نہ کی ہونگی؟ پہلے نہاوند جاؤ! وہاں کی رعایا سے معافی چاہو! پھر وہاں سے دریوزہ گری کرکے اپنے نفس سرکش کا غرور توڑو اور میرے پاس آؤ کہ کچھ ہو سکے۔ ایسا ہی کیا گیا جب کہیں جناب شبلیؒ کو حضرت جنیدؒ کے خادموں میں شریک ہونیکی عزت ملی۔ دیکھئے پہلے گداگری کا منشا و مدعا کیا تھا اور وہ کس کے لئے تھی۔ اب کیا ہے اور کس کے لئے ہے۔ (فاعتبروا یا اولی الابصار)

معشوقِ حقیقی کے دیدار کا شوق پیدا ہوتا تھا جس کی وجہ وہ رہبر کامل کی تلاش میں نکلتے تھے اور جو رہنما انھیں ملتے تھے وہ بھی اس قدر سخت[1] اور اس غضب کی ذلیل نفس کشیاں اُن سے متعلق فرماتے تھے کہ انکا تذکرہ مجھ جیسے پرانے خیال والوں کے لئے حیرت خیز اور نئے خیال والوں کے لئے ظلم انگیز ہے۔ ان مشکل ترین آزمائشوں کا مدعا کئی مصلحتوں کے ساتھ یہ بھی تھا کہ نااہل پر اسرار طریقت ظاہر نہ ہو جائیں مگر۔

ہمہ کارم ز خود کامی بہ بدنامی کشید آخر
نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

غور فرمایا جائے کہ اب کامل کن لوگوں کو ہونا چاہئے اگلے بزرگوں کو یا ہم ایسے کمبختوں کو جو صرف صوم و صلوٰۃ کا فلسفہ معلوم کر لینے ہی کو کافی سمجھتے ہیں ؎ سیفی

جو وقت کی نماز ہی پڑھتے نہیں کبھی
وہ کس طرح خوشی سے پڑھیں گے قضا نماز

۲ اور نئی روشنی والوں کا یہ مدعا کہ تمام افرادِ قوم دنیا طلبی میں منہمک ہو جائیں جائز طریقوں سے ہو یا ناجائز طریقوں سے کوئی مشائخ و متصوف باقی نہ رہے الفاظ توکل قناعت صبر اور قسمت تو ان کے حق میں گالیوں سے کم نہیں اور یہ کس قدر سطحی نظر اور ناواقفیت کی دلیل ہے حاصل کلام تمام بربادیوں کی جڑ ترک سنت ہے۔ اگر واعظ و مشائخ سر منبر تصوف کے نکات بیان کرنے کے عوض ارکان اسلام کے فضائل بتائیں اور اس کو اپنی کم علمی کی نشانی نہ سمجھیں اور نئی روشنی والے تعلیموں کا رونا رونے کے عوض پہلے خود اسلام کا سچا نمونہ بنیں اور کم از کم متداول قومی و مذہبی کتب ہی دیکھ کر اپنے اسلاف کے علم کا موازنہ کریں اور پھر صنعت و حرفت اور سائنس کی کتابوں کے ترجمے اور اُن کی رمز سے قوم کو

[1] کہتے ہیں کہ خلیفہ عباسی المعتضد باللہ نے اپنے ایک عظیم الشان جشن کے شہنشاہی دربار سے کسی والی ملک کو صرف خلعت سے ناک صاف کرنے کے جرم میں بذلت نکلوا دیا۔ حضرت شبلی بھی والی نہاوند کی حیثیت سے دربار میں شریک تھے اس واقعہ حیرت انگیز نے آپ کے آخر میں دل کو دنیوی تزک و احتشام سے

اگاہ فرمائیں تو چند ہی روز میں حال کچھ اور ہو جائے مگر یہ باتیں اُس وقت سمجھ میں آئیں گی جب اس سے زیادہ ذلیل و مفلس ہو جائیں گے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به واعف عنا واغفر لنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین

الراقم — من صنف فقد استهدف

انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال — سیفی

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب — کان اللہ لہ

کیوں عمرِ جواں کی کچھ قدر نہیں سیفی

وہ باغ نہیں یہ پھر جس میں بہار آئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

و

نصلی علی رسولہ الکریم

ردیف الف

اللہ اللہ کیا کرم ہے خالقِ غفار کا ۔۔۔ ہم کو بخشا ہے وسیلہ احمدِ مختار کا

وصف کیا ہو اس کی قدرت کے یمِ زخار کا ۔۔۔ جس میں ادنےٰ بلبلہ ہے گنبدِ دوار کا

کیجئے شرم و حیا سے وِردِ استغفار کا ۔۔۔ کفر ٹوٹے گا اِسی سے نفسِ بدکردار کا

بتلائے ورطۂ حیرت میں سارے فلسفی ۔۔۔ کیا تموج ہے ترے اوصافِ دریابار کا

کیوں نہ ہو کے صنعتِ صناعِ قدرت کا چمن ۔۔۔ پتے پتے سے پتہ ملتا ہے اِس گلزار کا

دیکھ بھی سکتے نہیں جی بھر کے تیری صنعتیں ۔۔۔ فرطِ حیرت سے فنا ہوتا ہے دم نظار کا

کیوں ہے اور کس کے لئے ہے اور کس کے حکم سے ۔۔۔ رات دن گردش میں رہنا گنبدِ دوار کا

تیری اِس بخشش کے صدقے اس کو کہتے ہیں کرم ۔۔۔ ہے خبرگیراں برابر کافر و دیندار کا

تیری رحمت کے کرشمے اُن سے کوئی پوچھ لے ۔۔۔ لطف جن کو مل چکا ہے آگ میں گلزار کا

۱ بہت بخشنے والا
۲ دریا
۳ بہت بھرا ہوا
۴ بعض وظیفہ
۵ گناہوں کی معافی مانگنا
۶ گرداب، بھنور
۷ منسوب بطرف فلسفہ۔ حکیم
۸ عالم حقائق موجودات
۹ پانی کا موجیں مارنا
۱۰ بہت بڑا دریا
۱۱ ہنر، کاریگری
۱۲ بڑا کاریگر
۱۳ دیکھنے والا
۱۴ بکسر کاف اشارہ ہائے چشم و ابروئے معشوق

جانے کب آئے قیامت اور کب پورا ہو شوق	جان دے کر منتظر ہوں مژدۂ دیدار کا

عقل میں حادث کی آئے کس طرح ذات قدیم
حوصلہ بیکار ہے **سیفیؔ** یہاں پندار کا

ساری زمین تیری۔ اور آسمان تیرا		حیرت ہے گر نہ پائے۔ کوئی نشان تیرا
اک پل کا بل نہیں ہے۔ انجم کی گردشوں میں		کس رنگ سے رواں ہے۔ یہ کاروان تیرا
سورج کے ڈوبتے ہی۔ تارے چٹک گئے ہیں		کیا گل کھلا رہا ہے۔ یہ سائبان تیرا
کیا کوکبِ درخشاں۔ کیا انجم نور افشاں		کرتے ہیں رات اور دن۔ یہ سب بیان تیرا
ہر ایک شئے میں صنعت۔ کچھ ایسی جلوہ گر ہے		ہے بدگمان کو بھی۔ ہر جا گمان تیرا
کثرت میں عاقلوں نے۔ وحدت کے جلوے دیکھے		ہر جا موحدوں نے۔ پایا نشان تیرا
خوشبو سے گل کو سمجھیں۔ گل سے شجر کو جانیں		شامت ہے گر نہ پائیں۔ ان سے نشان تیرا
یوں ابر کا امنڈنا۔ یہ رعد کا گرجنا		وہ برق کا کڑکنا۔ ہے آن بان تیرا
بجلی کا کوند جانا۔ اور زلزلے کا آنا		کہتا ہے شرک پر ہے۔ یہ آن تان تیرا
سیفیؔ خود اک نمونہ۔ ہے تیری صنعتوں کا		کیا وصف کر سکیگی۔ اُس کی زبان تیرا
کیوں بھوک مجکو گھیرے۔ کیوں پیاس مجکو مارے		تو میزبان میرا۔ میں میہمان تیرا
دیکھا جو مجکو ششدر۔ آئی ندائے غیبی	ق	ہے کون مجھ سے بڑھ کر۔ کہ مہربان تیرا
بندوں کی بندگی سے۔ کیا فیض تو نے پایا		برگشتہ مجھ سے کیوں ہے۔ ظالم گمان تیرا

سیفیؔ کو فکرِ دنیا۔ کیوں کشمکش میں ڈالے
آٹھوں پہر تو اُس کو۔ رہتا ہے دھیان تیرا

نام آتے ہی زبان پر۔ احمدِ مختار کا	دور ہو جاتا ہے سارا غمِ دلِ بیمار کا

ہو مقابل آپ کے دندانِ پُر انوار کا
اِسقدر کب حوصلہ ہے گوہرِ شہوار کا

اللہ اللہ گرمیٔ بازارِ حُسنِ مصطفےٰ
مُشتری ہے حق تعالےٰ بھی شہِ ابرار کا

انبیا میں تمغۂ لولاک تھا کس کے لئے
یہ تو ہے طرّہ ازل سے آپ کی دستار کا

فرق ہے حمدِ احد اور نعتِ احمد میں یہی
پہلے رُتبہ ہے خدا کا پھر شہِ ابرار کا

عاصیوں کا زاہدوں سے بڑھ کے رکھتے ہیں خیال
کسقدر ہے لطف ہم پر احمدِ مختار کا

سیرِ طیبہ چاہتا ہوں اور یہی ہوتا نہیں
کچھ نہ پوچھو حال میرے بختِ کج رفتار کا

یہ دلِ عصیاں زدہ اور شوقِ طیبہ ہائے ہائے
ہے مری اُمید اک ایما مرے سرکار کا

یا شفیعَ المذنبیں للّٰہ ادھر بھی دیکھئے
منتظر ہے ایک عالم چشمِ رحمت بار کا

بے اَدب کو پائے حضرت سے لپٹنے کا ہے شوق
دیکھئے دیوانہ پن میرے دلِ ہشیار کا

مدحِ سرکارِ دو عالم سے منور ہے غزل
پوچھنا ہی کیا ہے اے سیفی مرے اشعار کا

وظیفہ کیوں نہ رکھوں رات دن میں احمدِ احمد کا
خدا ہوتا ہے خوش جب نام لیتا ہوں محمد کا

ہوا کیا بوسہ گہ اِک وقت لبہائے محمد کا
سبھی مُنہ چوم لیتے ہیں خوشی سے سنگِ اسود کا

اُڑایا تو ہے خاکہ ابروئے پُر نورِ احمد کا
مگر وہ بانکپن دم خم کہاں تیغِ مُہنّد کا

یہ ارمان و تمنا ہے کہ دیکھوں باغِ طیبہ کو
الٰہی بھر دے ان پھولوں سے دامن میرے مقصد کا

ملے حکمِ رہائی اور رہنے کے لئے طیبہ
تڑپنا دیکھ لیں حضرت اگر روحِ مقیّد کا

ہم ایسے عاصیوں کو حشر کا کچھ بھی نہ ہو کھٹکا
نتیجہ ہے یہ سب کچھ آپ کے الطافِ بے حد کا

ہمیں لے جائینگے بازی ہمیشہ مدحِ احمد سے
گلہ یونہی کرے گا حاسد اپنے طالعِ بد کا

خدا کے فضل اور اس کے پیمبر کی عنایت سے
مبارک ہی نتیجہ ہے مرے ہر ایک مقصد کا

زبانِ خامۂ مدّاح کیوں کر چپ رہے سیفی
دماغ و دل کو چسکا پڑ گیا ہے نعتِ احمد کا

ملا آدم کو چھٹکارا لیا جب نام احمد کا
کیا حلِّ علی جب فکر شہ کے خط کی آمد کا
عدو کش کیوں نہ ہو جلوہ تمہاری خطِ اسود کا
کھلا معراج کا عقدہ نہ اب تک ناتواں ہیں پر
جسے سب مہرِ عالمتاب یا خورشید کہتے ہیں
دلِ مسرور قابو میں نہیں ہے جب سے دیکھا ہے
اگر پنہاں نہیں ہے مردمک بن کر یہ آنکھوں میں
نہ ہو ظلمات حائل جستجوے آبِ حیواں میں
درِ مقصود دریاے درِ حضرت سے ملتے ہیں
خدا جانے نگاہیں کس نقابِ افگن کی شیدا ہیں

سہارا نوح کو بھی تھا اسی فخرِ اَبُ جد کا
تو قصرِ روح۔ رد کش ہو گیا کاخِ زمرد کا
کہ افعی کے لئے قاتل ہے نظارہ زمرد کا
رموزِ قدرتِ حق بن گئے ہیں قفلِ اَبجد کا
وہ اک چھوٹا سا تکیہ ہے مری حضرت کی مسند کا
ہلالِ عید ہے یہ یا کلس حضرت کے گنبد کا
تو سایہ چھپ گیا ہے پھر کہاں سرکار کے قد کا
اگر سرمہ ملے خاکِ درِ پُر نورِ احمد کا
ثنا ور بن کے جائے بھی تو شاکی طالعِ بد کا
تصور ہر گھڑی رہتا ہے قرآنِ مُجلّد کا

رُخِ پُر نورِ احمد جلوہ گر ہے جن کی نظروں میں
انھیں کیا خوف ہے سیفی شبِ یلدائے مرقد کا

فردوسِ نعت میں ہے طوبیٰ سخن ہمارا
دشمن ہوا ہے کیسا چرخِ کہن ہمارا
کیا ہو سکے گی ہم سے حمد و ثنائے باری
اے باغبانِ ہستی صدقہ نبی کا اپنے
کیا لطف زندگی ہے کیا خطِّ بندگی ہے

قند و شکر سے بھر دیں حوریں دہن ہمارا
آخر چھڑا دیا ہی ہم سے وطن ہمارا
ہے کیا زباں ہماری ہے کیا دہن ہمارا
گلہائے آرزو سے بھر دے کفن ہمارا
جب ہو نظر سے غائب شیریں سخن ہمارا

۱ قلم
۲ تعریف کرنے والا
۳ محل۔ اونچی عمارت
[illegible]
لطف۔ مزہ

خواہش یہی ہے دل میں سودا یہی ہے سر میں
ہو جائے یا الٰہی طیبہ وطن ہمارا

گلہائے نعتِ احمد ہر جا کھلے ہوئے ہیں
کیوں بے خزاں نہ ہوگا سیفیؔ چمن ہمارا

کوئی کیا وصف کر سکتا ہے اسکی شان و شوکت کا
مہ تاباں بھی اک ذرہ ہے جسکے مہرِ عظمت کا

ہمیشہ فکر ہے ہم عاصیوں ہی کی شفاعت کا
شگوفہ یہ بھی اک ہے آپکے باغِ عنایت کا

سیہ ہے نامۂ اعمال انبوہِ معاصی سے
مگر کافی ہے اک چھینٹا بھی تیرے ابرِ رحمت کا

احد ہے احمدِ بے میم جو سمجھا وہی سمجھا
نہیں ہے میم یہ اک بلبلا ہے بحرِ وحدت کا

زمین و آسماں جس کے کرم کا آسرا ڈھونڈیں
بیاں کیا ہو سکے اللہ اکبر اُس کی قدرت کا

رسول اللہ سے مخفی نہ تھی کونین کی حالت
مگر معراج سے منظور تھا اظہار الفت کا

اُحد ہے رشکِ طوبیٰ اور طیبہ غیرتِ جنت
جبھی تو دل سے دم بھرتے ہیں سب انکی محبت کا

سزائے جرم سے پہلے یہ ہیبت ہو کہ مر جائیں
بھروسا عاصیوں کو گر نہ ہو تیری شفاعت کا

خداوندا! دکھا دے خواب ہی میں جلوۂ طیبہ
بہت مشتاق ہے سیفیؔ مدینہ کی زیارت کا

زمانہ کیوں نہ دیوانہ رہے مہرِ نبوت کا
کہ یہ مہتابِ عالمتاب ہے برجِ شفاعت کا

بدل جائے شکایت شکر سے اور غم مسرت سے
خیال آجائے گر عشرت میں حضرت کی قناعت کا

شبِ معراج میں اللہ نے کیا کیا نہیں بخشا
مگر اظہار سر تا پا ہے طاعت میں اطاعت کا

رضائے حق کی سیدھی راہ میں اب خم نہیں کوئی
ادا صدہا طریقوں سے کیا ہے حق رسالت کا

صداقت بھی کٹھن منزل ہے اس کو مان لے تو بس
کوئی قائل نہیں ہے تو نہ ہو اب خرقِ عادت کا

متاعِ فخرِ اسلامی اخوت کیوں نہ ٹھہرے گی
فقط اک اتقا معیار ہے عزّ و کرامت کا

ہر اک وہ شخص جس کے دل میں ہے انصاف کی عزت
سمجھتا ہے کہ ہیں حضرت ہی سرچشمہ ہدایت کا

فضائل میں یگانہ کیوں نہ ہوں اصحاب حضرت کے
اثر انگیز ہے مل بیٹھنا جب ایک ساعت کا

شریعت اور طریقت کی حقیقت ایک ہے **سیفی**
مگر کج فہم کی آنکھوں پہ ہے پردہ جہالت کا

مجھ پہ سرکارِ دو عالم کے ہیں احساں کیا کیا
پوچھتے ہیں کہ بتا ہیں تیرے ارماں کیا کیا

حور خدمت کو ہے اور سیر کو فردوسِ بریں
مومنوں کے لئے ہیں عیش کے ساماں کیا کیا

پیارے ناموں کو تیرے وقت سحر پڑھ پڑھ کر
روز لیتے ہیں مزہ مرغِ خوش الحاں کیا کیا

حسنِ احمد سے منوّر نہ ہوا تھا جب تک
اپنی صورت پہ رہا چاند بھی نازاں کیا کیا

شکلِ آدم میں ہوا آپ کا جلوہ ظاہر
اسلئے بڑھ گئی ہے عزتِ انساں کیا کیا

خوبیاں دونوں جہاں کی ہیں مرے آقا میں
بڑھ کے شاہی سے غلام کو سلیماں کیا کیا

ایک پابوسی حضرت کی تمنا ہی نہیں
کیا بتاؤں کہ مرے دل میں ہیں ارماں کیا کیا

عملاً پیروِ اسلام ہیں اب منکر بھی
ساری دنیا پہ ہیں سرکار کے احساں کیا کیا

آپ کے حکم کی تعمیل سے غافل رہ کر
اس زمانہ میں پریشاں ہیں مسلماں کیا کیا

یا الٰہی چمنِ طیبہ دکھا دے جلدی
اب ستاتا ہے مجھے یہ غمِ پنہاں کیا کیا

مجکو لے جا کے مدینہ کبھی دیکھو **سیفی**
یہیں پوچھو نہ ترے دل کے ہیں ارماں کیا کیا

وہ خوش نصیب ہے اب پوچھنا ہی کیا دل کا
کہ عشقِ احمدِ مرسل ﷺ ہے مدعا دل کا

وہ لوگ کیا تھے کہ سب چھوڑ کر گئے طیبہ ؏
اور ایک ہم ہیں کہ سنتے رہے کہا دل کا

حضور جلد بلا لیجئے مجھے طیبہ
کہ خواہشیں کئے دیتے ہیں فیصلہ دل کا

سرا فرستادہ شدہ۔ صاحب کتاب پیغمبر ساتھ فتح اول و سکون یائے تحتانی و فتح بائے موحدہ نام مدینہ رسول اللہ علیہ السلام۔ ؏ جن لوگوں کو شعر گوئی کی تحقیق و علمی دشواریوں سے واقفیت نہیں ہے وہ اس کو [illegible] کہتے ہیں

اگر مجھے مری تقدیر لے چلے طیبہ
سناؤں سرورِ عالم کو ماجرا دل کا

مری نظر میں ہے جو کچھ وہی تمنا ہے
نہیں ہے آپ سے پوشیدہ مدعا دل کا

خدا بنائے بے مجھے مستقل مزاج ذرا
میں جانتا ہوں کہ کتنا ہے حوصلہ دل کا

بس آرزو ہے کہ پھر دیکھ لوں مدینہ کو
رہ نہ دل ہی میں گھٹ گھٹ کے یہ گلہ دل کا

عجب نہیں کہ چلا جاوں میں ابھی طیبہ
بڑھا ہوا تو ہے بے طور ولولہ دل کا

تلاش کیجئے طیبہ میں جا کے اے **سیفیؔ**
وہیں یقین ہے مل جائے گا پتا دل کا

میری بگڑی کو بنا دو یا محمدؐ مصطفےٰ
زنگِ عصیاں کو جلا دو یا محمدؐ مصطفےٰ

غیر تو کچھ ہوں نہیں میں آپ ہی کا ہوں غلام
چہرۂ انور دکھا دو یا محمدؐ مصطفےٰ

مارا مارا پھر رہا ہوں جستجوے راہ میں
مجکو رستے پر لگا دو یا محمدؐ مصطفےٰ

سوکھ کر کانٹا ہوئی ہے تشنہ کامی سے زباں
قُرب کا شربت پلا دو یا محمدؐ مصطفےٰ

میری حیرانی پریشانی ہے ظاہر آپ پر
گوہرِ مقصد دلا دو یا محمدؐ مصطفےٰ

سوجھتا کچھ بھی نہیں افعالِ بے جا کے سوا
مُردہ دل ہوں میں جِلا دو یا محمدؐ مصطفےٰ

خواہشیں لیجا رہی ہیں مجکو دوزخ کیطرف
اِس مُصیبت سے چھڑا دو یا محمدؐ مصطفےٰ

اپنے نیک و بد سے کب تک اسطرح غافل رہوں
خوابِ غفلت سے جگا دو یا محمدؐ مصطفےٰ

آپ کی فرقت میں **سیفیؔ** ماہیٔ بے آب ہے
خواب میں جلوہ دکھا دو یا محمدؐ مصطفےٰ

میری آنکھوں سے اگر دور مدینہ ہوگا
مجکو مرنے سے بھی مشکل کہیں جینا ہوگا

جلوہ افروز ہو جس آنکھ میں روئے احمد
قابلِ قدر وہی دیدۂ بینا ہوگا

دوسرے اور مہینوں میں کہاں یہ رونق
ہاں ربیعین سے یہ پہلا مہینا ہوگا

بے طرح دامنِ دل چاک ہوا جاتا ہے
حضرت اب تارِ نظر سے اسے سینا ہوگا

شعلۂ عشق نکل آتے ہیں جب سینے سے
روح کہتی ہے یہیں کوئی دفینا ہوگا

عدل و ایثارِ محمد کی نہیں کوئی نظیر
دل وارا ان سے کسی ایک نے چھینا ہوگا

سجدۂ شکر کی بھی وہی نہ اجازت ہم کو
کسی دربار کا ایسا نہ قرینا ہوگا

کیوں یہیں ناز نہ ہو طبع حیا آگیں پہ
ہائے گرمیِ حشر اپنا پسینا ہوگا

مدح احمد ہی ہے جو کچھ بھی ہے لیکن سیفی
دمِ شمشیرِ ادب پر تمہیں جینا ہوگا

ہمسر ہے کوئی مجھ سے مقدر کی دھنی کا
سایہ مرے سر پہ ہے رسولِ مدنی کا

بازیچۂ اطفال نہیں عشقِ محمد
دل چاہیئے صدیق واویسِ قرنی کا

دریا دلیِ احمدِ مختار نہ پوچھو
قانون یہاں ایک ہے محتاج و غنی کا

نازک ہے وہی جسم کہ جس کا نہ ہو سایہ
یہ سب سے بڑا وصف ہے نازک بدنی کا

اس امتِ مرحومہ پہ احسان بہت ہے
صدیق کا فاروق کا حیدر کا غنی کا

دنیا ہی کی فکروں میں ہے ہر وقت پریشان
کیا حال کہوں اس دلِ گردن زدنی کا

ہر وضع میں رہ سکتے ہیں جب عاشقِ حضرت
کیوں شوق پھرا اتنا ہے کسی کو کفنی کا

پہنچا دے الٰہی مجھے دربارِ نبی میں
مشتاق ہوں دیدارِ رسولِ مدنی کا

اے نفس اگر امتِ احمد میں نہ ہوتا
مل جاتا مزہ تجھکو تری راہ زنی کا

سو جان سے مژگانِ محمد کا ہوں شیدا
اب خوف ہی کیا ہے کسی برچھی کی انی کا

عشاقِ مدینہ ہی سے رہتی ہے گریزاں
دنیا کو لقب کس لئے ملتا نہ دنی کا

سے ۱ انتہا درجہ کی سخاوت چیز کے نفع کو اپنے نفع سے بہتر جاننا۔ سے ۲ بفتح و کسر سین ہر دو صحیح۔ عاجزی کرنا۔ سرنگوں ہونا جھکنا۔ سے ۳ دو چیزوں کی ظاہری و معنوی مناسبت طور ڈھنگ۔ سلیقہ۔ سے ۴ بفتحتین و کسر نون منسوب بہ مدینہ۔ سے ۵ بفتحتین منسوب بہ قرن۔ قرن ملک یمن کے ایک قبیلہ کا نام ہے۔ سے ۶ بناوٹ صورت حالت۔ سے ۷ منسوب بہ کفن۔ بفتحتین عربی لفظ ہے۔ سے ۸ آرزومند۔

احباب تو احباب ہیں دشمن کے لئے بھی
وارفتۂ گلزارِ مدینہ ہے مرا دل
انکار کی جرأت کسی سامع کو نہیں تھی
ذی فہم پیمبر تو عدو کہتے تھے ساحر

آیا نہ خیال آپ کو خاطر شکنی کا
کیوں قصد کرے کوئی مری دل شکنی کا
کیا وصف کریں آپ کی شیریں سخنی کا
کیا وصف کریں آپ کی شیریں سخنی کا

سیفی کسی بدخواہ کی پروا نہیں کوئی
سایہ مرے سر پہ ہے رسولِ مدنی کا

پھر خیالِ طیبہ تڑپانے لگا
پھر چلی بادِ فراقِ مصطفےٰ
پھر ہے عصیاں کا تصور جاں گسل
پھر نگاہِ شوق اٹھ کر جھک پڑی
پھر علائق بن گئے زنجیرِ پا
پھر مری ہمت نہیں ثابت قدم

پھر مرا دل ہائے گھبرانے لگا
پھر گلِ امید مرجھانے لگا
پھر کلیجا رنج و غم کھانے لگا
پھر ہجومِ غم ستم ڈھانے لگا
پھر دلِ بیمار تڑپانے لگا
پھر رخِ وحشت نظر آنے لگا

پھر عنایت کی نظر سرکار ہو
پھر مرا سیفی بھٹک جانے لگا

السلام اے مقتدائے اولیا
السلام اے رونقِ ارض و سما
السلام اے دافعِ رنج و بلا
السلام اے غمگسارِ کربلا
السلام اے ہمدمِ آلِ عبا

والسلام اے پیشوائے انبیا
والسلام اے سرورِ ہر دو سرا
والسلام اے شافعِ روزِ جزا
والسلام اے سرورِ بزمِ عزا
والسلام اے شاہِ تسلیم و رضا

السلام اے مصطفےٰ و مجتبےٰ — والسلام اے مرجعِ نعت و ثنا

السلام اے گوہرِ تاجِ عطا — والسلام اے قلزمِ مہر و وفا

السلام اے منبعِ بحرِ سخا — والسلام اے مصدرِ صدق و صفا

السلام اے ماحیِ جور و جفا — والسلام اے یاورِ خلقِ خدا

السلام اے آرزوے اتقیا — والسلام اے مدعاے اصفیا

السلام اے شاہِ سیفی گدا
والسلام اے مظہرِ رب العلا

ردیف بائے موحدہ

پھول جاتے ہیں سبھی سن کے بیانِ یثرب[۱] — کیوں نہ ہو خلد سے اچھا ہے جہانِ یثرب

دیکھتیں آنکھ اٹھا کر نہ جناں کو حوریں — دیکھ لیتیں وہ اگر شوکت و شانِ یثرب

خلد کہہ دینے سے ہوتی نہیں پوری تعریف — سچ تو یہ ہے کہ ہے بے مثل جہانِ یثرب

سایۂ روضۂ اقدس میں رہا کرتے ہیں — ہیں مقدر کے دھنی پیر و جوانِ یثرب

کیا کسی مومن و مسلم کا وہاں دل بہلے — چمنِ خلد پہ جب ہو نہ گمانِ یثرب

ذرہ ذرہ مے وحدت سے ہے مخمور یہاں — کیوں جہاں بھر سے نہ اچھا ہو جہانِ یثرب

آنکھیں پُر نور ہوئی جاتی ہیں نظارہ سے — روح پرور ہے حقیقت میں جہانِ یثرب

دیکھنے والے جگر تھام کے رہ جاتے ہیں — وہ دلاویز ہے ہر ایک مکانِ یثرب

جس نے جنت ہی کو دیکھا نہیں وہ کیا جانے — پوچھے رضواں سے کوئی شوکت و شانِ یثرب

راستے صاف مکاں پاک دکانیں دلکش
الغرض نور کا عالم ہے میانِ یثرب

دیکھ کر شان مدینہ کی یہ رضواں نے کہا
بس نظیر آپ ہی اپنی ہیں جنانِ یثرب

لائے گا اور کوئی شہر کہاں سے یہ بات
روضۂ احمدِ مرسل ہے روانِ یثرب

للہ الحمد کہ اِس جا نہیں کافر کا وجود
کہیں پاؤ گے نہ یہ امن و امانِ یثرب

بیٹھ جاتے ہیں جگر تھام کے سُننے والے
کیوں نہ ہو نغمۂ **سیفی** ہے بیانِ یثرب

ردیف تائے فوقانی

ماہِ تاباں ہے مدینہ تو ہے اخترِ جنت
کس طرح ہوگی مدینہ کے برابر جنت

جلوۂ علمِ نبی سے ہے درخشاں عالمؑ
پرتوِ روئے نبی سے ہے منوّر جنت

طیبہ کے ساتھ ترا وصف ہوا کرتا ہے
کس قدر اوج پہ ہے تیرا مقدّر جنت

عشقِ احمد سے منور نہ ہو جب تک سینہ
دوستو! مل نہیں سکتی تمھیں مر کر جنت

خطۂ پاک مدینہ کو نہ دیکھے جو آنکھ
اُس کو دنیا میں نظر آئے گی کیونکر جنت

گلشنِ احمدِ مختار کے رہنے والو
بخدا تم کو یہاں بھی ہے میسّر جنت

وہ عرب جس میں نہ تھا جز خس و خاشاک نمو
بن گیا آپ کے قدموں سے سراسر جنت

یہیں دیدارِ پیمبر سے مُشرّف ہوں گے
کیوں نہ ہو میرے لئے مقصدِ اکبر جنت

اب شفاعت میں نہ فرمائے حضرت تاخیر
ہجر میں آپ کی اُمت کے ہے مضطر جنت

واعظوں نے اسے اک چیز بنا رکھا ہے
ورنہ کیا ہوگی مدینہ سے بھی خوشتر جنت

گشتہ فرقتِ طیبہ کے مقدر دیکھو!
ڈھونڈتی پھرتی ہے **سیفی** کو تو گھر گھر جنت

ردیف ثائے مثلثہ

الغیاثؔ اے شاہِ شاہاں الغیاث
خضرِؔ راہِ عشقِ یزداں الغیاث
رات کالی اور خوفِ رہزنی
دشمنِ جاں بن گئے ہیں وسوسے
بے طرح پیچھے پڑی ہے بے زری
پائے بوسی کی تمنا ہے بہت
جورِ اعدا کا تحمل اب نہیں
امتِ مرحومہ ہے اعدا سے تنگ

الغیاث اے نورِ ایماں الغیاث
الغیاث اے مہرِ تاباں الغیاث
الغیاث اے ماہِ رخشاں الغیاث
رہنمائے راہِ قرآں الغیاث
منبعؔ بذلِ فراواں الغیاث
مرجعؔ الطاف و احساں الغیاث
دستگیرِ ناتواناں الغیاث
باغبانِ باغِ یزداں الغیاث

سیفی عاصی بہت حیران ہے
دلبر و محبوب رحمٰںؔ الغیاث

ردیف جیم

حضرت کو ملا تاجِ شفاعت شبِ معراج
امت کو ملی دولتِ جنت شبِ معراج

سے الغیاث
اطلب الغیاث
کا مخفف. داد خواہی
استدعائے
فریاد رسی سے ۲
بکسر اول و سکون
ثانی و بفتح اول
وکسر ثانی و بفتحتین
نام پیغمبر یا ولی
جو بھٹکے ہوئے
مسافروں کی رہبری
فرماتے ہیں.
سے ۳ پانی کے نکلنے
کی جگہ چشمہ
سے ۴ سخاوت
سے ۵ جائے بازگشت
پناہ گاہ سے ۶ جب
اسم صفت خدا ہو تو
ایسا لکھنا چاہیئے اور
بندہ کا نام ہو تو ایسا
(رحمان)

سرکار مرے ساری خدائی کے ہیں سرکار
اِس بات کی دیتی ہے شہادت شبِ معراج

جب حور و ملائک کی ہوں افواج جلو میں
کیا ہوگی کہو شوکتِ حضرت شبِ معراج

کیا شانِ محمد کا تصور کرے کوئی
اِک زینہ تھی افلاک کی رفعت شبِ معراج

اللہ کی قدرت میں ہیں شک نہیں کوئی
جاہل ہی کے حق میں ہے؟ مصیبت شبِ معراج

کونین کی ہو سیر بھی بستر بھی رہے گرم
اِک معجزہ تھا بسترِ حضرت شبِ معراج

اے امتِ مرحومہ تجھے چاہیے کیا اور
جب مل گئی کونین کی دولت شبِ معراج

دریا کی طرح لیتی تھی آغوش میں سب کو
سرکارِ مدینہ کی عنایت شبِ معراج

المنۃ للہ تعالےٰ ہیں سیفیؔ!
جنت ملی حضرت کی بدولت شبِ معراج

آنکھوں میں پھر رہے ہیں شہِ نامدار آج
آئی خزاں رسیدہ چمن میں بہار آج

کیا ختم ہی نہ ہوگی شبِ انتظار آج
کیوں جان دے رہا ہے دلِ بیقرار آج

روئے نبی ہے چشمِ تمنا میں جلوہ گر!
نکلا کدھر ہے چاند مرے غمگسار آج

اے کاش جذبِ شوق مجھے طیبہ لے چلے
کھجلا رہے ہیں تلوے مرے بار بار آج

کیا جانے زلفِ شاہ نے کیا مجکو کر دیا
ہاتھوں اچھل رہا ہے دلِ بے قرار آج

پنکھے لگے ہوئے ہیں کلیجے میں ہول ہے
مجکو سنبھال لے مرے پروردگار آج

شاید ہری ہو شاخِ تمنائے مضطرب
ہے فرقتِ مدینہ بہت ناگوار آج

کیا آگیا خیالِ شفاعت؟ جو کھل گیا؟
مرجھا کے رہ گیا تھا دلِ شرمسار آج

سیفیؔ یہ کیا ہے کیوں ہو پریشان اسقدر
حضرت نہ رہنے دینگے تمھیں اشکبار آج

ردیف حائے حطی

نوبہ نو عشقِ محمدؐ میں مزی پاتی ہے روح
گشت اِس گلشن میں کر کے حور بن جاتی ہی روح

گلشنِ طیبہ میں فوراً ہی پہنچ جاتی ہے روح
محبسِ تن سے جو شب کو مخلصی پاتی ہی روح

اِس توقع پر کہ طیبہ کی زیارت ہو نصیب
ہجر کے صبر آزما صدمے سہی جاتی ہی روح

کس گنہ کا کس خطا کا اس کو آتا ہے خیال
نامِ پاکِ مصطفےٰ سُنتے ہی شرماتی ہی روح

جب نہ ہو ظلمات طے ملتا ہے کب آبِ حیات
کیوں فراقِ گیسوے احمدؐ میں گھبراتی ہی روح

میرے جسمِ زار کی فریاد کو پہنچو حضور!
چھوڑ کر اِس کو یہاں طیبہ چلی جاتی ہی روح

جس نے طیبہ کو نہ دیکھا اُس نے دیکھا کچھ نہیں
اِس سے کیا حاصل اگر دنیا کو چھان آتی ہی روح

بے بدل صدق و صفا بے مثل ہمت دیکھکر
دن میں سو سو وقت ایمان آپ پر لاتی ہی روح

سیرِ گلزارِ مدینہ کا تو ہے وعدہ مگر!
دیکھنا سیفیؔ کو اور کیا کیا دکھا لاتی ہے روح

ردیف خائے معجمہ

جس کسی کا ہے دلِ احمدِ ذیشاں میں رسوخ
بس اُسی شخص کا ہے محفلِ ایماں میں رسوخ

اِس قدر ایک نبی کو بھی میسر نہ ہوا
جسقدر آپ کا ہے خدمتِ یزداں میں رسوخ

طیبہ جاؤں تو خطائیں مری کیوں عفو نہ ہوں
میزباں چاہتے ہیں خاطرِ مہماں میں رسوخ

بضم میم وفتح لام … عربی مصادر کے بعد یاء مصدری کا اضافہ اساتذہ فارسی کا تصرف ہے اور بکثرت استعمال کی جاتی ہے … بعض محققین … گناہ کا مخفف … ظلمت اساتذہ فارسی و اردو بسکون لام استعمال کرتے ہیں … زبان … نور … جہان

کیوں نہ یہ تیر ترازو ہوں دلِ کافر میں	بانکپن کا ہے بہت آپکی مژگاں میں رسوخ
آپ ہی مجکو سنبھالیں تو سنبھل جاؤں گا	رکھتی ہے الفتِ دنیا دلِ ناداں میں رسوخ
بار یاب ایسے تھے دربارِ نبی میں اصحاب	پھول جس شان سے رکھتے ہیں گلستاں میں رسوخ

شعر کیوں دلکش و دلچسپ نہ ہونگے سیفیؔ
عشق کا ہوگا اگر نظمِ تمنا خواں میں رسوخ

ردیف دال مہملہ

خدا سے پوچھ تو شانِ محمدؐ	فلک ادنے ہے دربانِ محمدؐ
قیامت تک رہے گا یوں ہی نافذ	بہ عزّ و جاہ فرمانِ محمدؐ
سبھی ڈوبے ہوئے تھے عشقِ حق میں	بہت اچھا تھا دورانِ محمدؐ
پڑی ہلچل شجاعانِ عرب میں	کھچی جب تیغِ تابانِ محمدؐ
ہر اک عاصی پہ ہے چشمِ عنایت	یہی کیا کم ہے احسانِ محمدؐ
مہِ تاباں لگا غیرت سے گھٹنے	جو دیکھا روئے رخشانِ محمدؐ
نہیں افلاک کی بے وجہ گردش	مگر ہوتے ہیں قربانِ محمدؐ
سبھی ہیں آپ کے مرہونِ منت	ہوا کس پر نہ احسانِ محمدؐ
رہینِ فیض ہے سارا زمانہ	ہوا کس پر نہ احسانِ محمدؐ
ابوبکرؓ و عمرؓ۔ عثمانؓ و حیدرؓ	عناصر ہیں پئے جانِ محمدؐ
اک ادنے وصف ہے اسلام کا یہ	شہنشہ ہیں گدایانِ محمدؐ

قیامت کا تجھے کیا خوف سیفی
کہ ناجی ہے ثناخوانِ محمدؐ

آتے ہی تصور میں گل روئے محمدؐ
جان اُڑ گئی بلبل کی طرح سوئے محمدؐ

خورشید و مہ نو جنہیں کہتے ہو تم اُن میں
اک روئے محمدؐ ہے اِک ابروئے محمدؐ

تاریکیٔ مرقد کا اُسے خوف ہی کیا ہے
جس شخص پہ ہو سایۂ گیسوئے[۱] محمدؐ

اِس جذبۂ الفت کے تصدق کہ مجھے آج
لے اُڑتے ہیں ارمان مرے سوئے محمدؐ

بلبل بھی تو اُس پھول کے صدقہ نہیں ہوتا
جس پھول سے آتی نہیں خوشبوئے محمدؐ

میں دور ہوں وہ آپ کے دربار میں حاضر
کیوں مجھ سے نہ اچھا ہو سگِ کوئے محمدؐ

دیکھے نہ صنوبر[۲] کو کبھی آنکھ اُٹھا کر
گر دیکھ لے قمری[۳] قدِ دلجوئے محمدؐ

بلبل کی طرح کیوں نہ مرا دل ہو پریشاں
ہر پھول سے آتی ہے مجھے بوئے محمدؐ

اللہ جو مشتاق ہو آپ ہی اپنا
تیار کیا آئینۂ روئے محمدؐ

مُنہ اپنا چھپاتے ہوئے پھرتا ہے مہِ نو
کس درجہ ہے دلکش خمِ ابروئے محمدؐ

سیفی مجھے کیوں اپنے تخلص پہ نہ ہو ناز
سو جان سے ہوں عاشقِ ابروئے محمدؐ

کیوں عدل کے مرکز نہ ہوں ابروئے محمدؐ
رکھتا نہیں پاسنگ ترازوئے محمدؐ

شیدا تو ہیں شیدا ہی۔ عدو بھی ہیں ثناخواں
کیا پوچھتے ہو دلبریٔ خوئے محمدؐ

کونین کے جلوے ہیں بیک وقت منور
کس دل سے بغلگیر ہے پہلوئے محمدؐ

شک اِس میں کسی ملحدِ بے عقل کو ہوگا
ہے چاند سے بہتر بخدا روئے محمدؐ

اب تک در و دیوارِ مدینہ ہیں معطر
تاثیر میں اکسیر ہے خوشبوئے محمدؐ

[۱] کاکل بالوں کی لٹ۔ بیچ بال۔ بعض حضرات گیسو کو زلف کا مرادف خیال کرتے ہیں مگر یہ صحیح نہیں ہے۔
[۲] درخت چلغوزہ و سرو ناز جو بہت ہی خوشنما اور سیدھا ہوتا ہے۔
[۳] کبوتر کی قسم کے ایک مشہور پرندہ کا نام جس کی نسبت مشہور ہے کہ وہ درخت صنوبر کا عاشق ہے۔

کیوں قائلِ انصاف نہ ہو سارا زمانہ
رکھتا نہیں پاسنگ ترازوئے محمدؐ

آخر مہِ نو بن گیا گھٹ کر مہِ کامل
شمشیر ہے ہجرِ خمِ ابروئے محمدؐ

کیا سیر سے بیری کسی دلگیر کو ہوگی
ہے روکشِ گلزارِ ارم کوئے محمدؐ

اِک دیدۂ دل ہی کی ضرورت ہے آپی
کس شئے میں نہیں روشنیٔ روئے محمدؐ

گرویدۂ اخلاقِ محمد ہے زمانہ
کیوں قبلۂ ابرار نہ ہو روئے محمدؐ

بے ساختہ دشمن بھی یہی کہتے ہیں سیفیؔ
رکھتا نہیں پاسنگ ترازوئے محمدؐ

ردیف دال معجمہ

رکھیے الفتِ محبوبِ خدا کا تعویذ
بخدا ہے یہی ہر غم کی دوا کا تعویذ

ضعفِ ایماں کے لئے عشقِ محمد ہے مفید
کام دے گا نہ کبھی ما و شما کا تعویذ

خواہشِ ظلِ ہما اور کسی کو ہو گی
چاہیئے مجھکو تو حضرت کی ولا کا تعویذ

حرص دنیا کی بہت کھینچ رہی ہے حضرت
مجھکو مل جائے کوئی مہر و وفا کا تعویذ

دردِ عصیاں کی دوائیں تو بہت ہیں لیکن
اس مرض کو تو مجرب ہے حیا کا تعویذ

اب بہر طور مدینہ کو چلی جائے آہ
باندھتا ہوں تری گردن میں دعا کا تعویذ

کیوں نہ ہو مہرِ نبوت کا زمانہ عاشق
کس کو درکار نہیں صدق و صفا کا تعویذ

کسی بیماری و آفت کا انھیں خوف ہی کیا
جن کے بازو پہ رہے خاکِ شفا کا تعویذ

فکر دیوان کے چھپوانے میں کیوں ہے سیفیؔ

اس کے بازو پہ ہے جب حمدِ خدا کا تعویذ

ردیف رائے مہملہ

لہلہاتے ہیں مضامین جو گلشن بن کر
فکر اترائی ہوئی پھرتی ہے مالن بن کر

شۂ ابرار ادھر بھی کبھی اک برقِ نظر
بیٹھے ہیں حسرتِ دیدار میں خرمن بن کر

حسنِ تدبیر ہے جب گلشنِ طیبہ سے کبھی
توڑ لے پھول تمنا مری مالن بن کر

روضۂ شاہِ مدینہ کے نظر آتے ہی
حسرتیں دل سے نکل جائیں گی شیون بن کر

اب بچا لے مری بگڑی کے بنانے والے
ڈس رہی ہے شبِ فرقت مجھے ناگن بن کر

آہ جو ضبط کے محبس سے نکل آتی ہے
وہ چلی جاتی ہے طیبہ کو برہ گن بن کر

قبر میں ڈستے رہیں گے یہی اپنے اعمال
کوئی بچھو، کوئی اژدر، کوئی ناگن بن کر

کیا عجب شافعِ محشر کی عنایت سے کبھی
مری تقدیر بھی چمکے مہِ روشن بن کر

گیا سے کیا عشقِ محمد میں نہ ہوتا سیفی
نفس نے میرے ڈبویا مجھے رہزن بن کر

خمِ خالی کر دے تری رحمت کے زور پر
لاکھوں گنہ کئے تری رحمت کے زور پر

رہ جائے آبروئے محشر تو بات ہے
لاکھوں گنہ کئے تری رحمت کے زور پر

وہ ہیں کس شمار میں ہیں اے مرے کریم
لاکھوں گنہ کئے تری رحمت کے زور پر

اللہ میرے نامۂ اعمال کو نہ دیکھ
لاکھوں گنہ کئے تری رحمت کے زور پر

پرسش کی مشکلیں مجھے معلوم تھیں مگر
لاکھوں گنہ کئے تری رحمت کے زور پر

کیا پوچھنا ہے میری خطاؤں کا اے رحیم — لاکھوں گنہ کئے تری رحمت کے زور پر
دوزخ کی آفتوں کا نہ آیا کبھی خیال — لاکھوں گنہ کئے تری رحمت کے زور پر
اچھی ہو یا بُری کوئی حسرت نہیں رہی — لاکھوں گنہ کئے تری رحمت کے زور پر

کیا خوب کہہ رہا ہے یہ سیفی دمِ اخیر
لاکھوں گنہ کئے تری رحمت کے زور پر

ردیف زائے معجمہ

فی الحقیقت ہیں جسے احمدِ مختار عزیز — حور و غلماں اسے پیارے ہیں نہ گلزار عزیز
دینوی فکر میں بھٹکا ہوا پھرتا ہوں مگر — بخدا تم ہی مجھے سب سے ہیں سرکار عزیز
آپ کا شوق کوئی کھیل نہیں ہے لیکن — عاشقوں کو ہے یہی منزلِ دشوار عزیز
رحم فرماؤ با تصور میں کبھی آجاؤ — خلد سے بڑھ کے ہے سرکار کا دیدار عزیز
عشقِ احمد میں تجھے کیوں دلِ ناداں چاہوں — کب ہوا کرتے ہیں بیمار کو بیمار عزیز
کی دعا نزع میں بھی اُمتِ عاصی کیلئے — اس لئے سب ہی کو ہیں احمدِ مختار عزیز
صادق الوعد و امیں ایسے تھے محبوبِ خدا — سخت منکر کو بھی تھا آپ کا اقرار عزیز
غیر بھی معترف اس کے ہیں کہ ہر مومن کو — جان سے بھی ہیں زیادہ شہِ ابرار عزیز
ایک اک لفظ سے غمخواریٔ اُمت ہے عیاں — کیوں نہ ہو احمدِ مختار کی گفتار عزیز
شرعِ اسلام میں دشوار کوئی بات نہیں — ہر خردمند کو ہے یہ رہِ ہموار عزیز

شاعری کیوں نہ فدا ہوگی نبی پر سیفی

ساری دنیا ہی کو ہیں نعت کے اشعار عزیز

باغِ طیبہ کے مقابل ہیں ہے جنت کیا چیز
علم کے سامنے ہے دولت و ثروت کیا چیز

ان کے دل میں تو فقط عشقِ محمد ہو گا
مومنوں کے لئے ہے خوفِ قیامت کیا چیز

آپ کے بیٹھنے سے کیوں نہ ضلالت[1] مٹتی
مہر کے سامنے تاریکیٔ و ظلمت کیا چیز

سارے خادم تھے مگر کام کئے آپ اپنے
جانتے ہی نہ تھے ہم حکم و حکومت کیا چیز

حکم دیتے تو شجر سونے کے بنتے لیکن
لذتِ فقر[2] کے آگے زر و عشرت[3] کیا چیز

منزلِ عشقِ نبی تک تھی فراست[4] درکار
اب نہیں جانتے ہم ہے یہ فراست کیا چیز

اسقدر پرسشِ محشر سے ہراساں؟ افسوس
جانتے ہو کہ ہے سرکار کی ہمت کیا چیز

کسقدر خلقِ خدا کی تھی محبت دل میں
تا دمِ زیست نہ جانا کہ ہے راحت کیا چیز

دعوتِ سعی سے جب قوم کو بیدار کیا
تب یہ معلوم ہوا سب کو ہے قسمت کیا چیز

آپ کے علم و عمل سے ہمیں معلوم ہوا
عدل کہتے ہیں کسے اور ہے الفت کیا چیز

جن سے دکھ پائے۔ دعا اُن کیلئے کی بھی تو نیک
رحم ایسا ہو تو سیفیؔ ہے ضلالت کیا چیز

ردیف سین مہملہ

ہیں یہاں جان مری احمدِ مختارؐ کے پاس
مجھکو پہنچا دے خدایا شہِ ابرار کے پاس

لطف تو جب ہے کہ غمگین ہو غمخوار کے پاس
دلِ دلگیر رہے دلبر و دلدار کے پاس

معانی: ۱ گمراہی ۔ ۲ فقیری ۔ تنگ دستی ۔ ضرورت سے زیادہ کی خواہش نہ رکھنے کو فقر کہتے ہیں جو قناعت سے بڑھ کر ہے ۔ ۳ عیش و آرام ۔ ۴ تیز فہمی ۔ عقلمندی ۔ ۵ پسندیدہ ۔ منتخب ۔ متولی

کیوں نہ پہنچے دلِ بے کس شہِ ابرار کے پاس
قدر ہر چیز کی ہوتی ہے خریدار کے پاس

ہند میں قید کیا ہے پرِ وبالی نے مجھے
ہائے بلبل نہ گیا اُڑ کے بھی گلزار کے پاس

آپ طیبہ مجھے بلوائیں گے کس دن حضرت
آج تو موت کھڑی ہے دلِ بیمار کے پاس

جان و دل اُس کے قدم پر میں تصدق کردوں
لے چلے جو کوئی مجکو مرے سرکار کے پاس

وقت آجائے زیارت کا تو میں عرض کروں
ہیں جہاں بھر کی تمنائیں دلِ زار کے پاس

آپ کا عشق فقط باعثِ بخشائش ہے
اور تو کچھ بھی نہیں مجھ سے گنہگار کے پاس

سیرِ فردوس[۲] بریں سے ہوں منور آنکھیں!
نیند آجائے اگر آپ کی دیوار کے پاس

چاند کیا چیز ہے سورج کے بھی ٹکڑے کرنا
کچھ بڑی بات نہیں احمدِ مختار کے پاس

جو تو چاہے گا وہی تجکو ملے گا **سیفی**
کون سی شئے کی کمی ہے مرے سرکار کے پاس

کیوں نہ ہو برج مہ و مہر سے بہتر مجلس
ذکرِ اوصافِ نبی سے ہے منور مجلس

طشتِ پُر دُر ہے کہ ہے حور کے رُخ پر افشاں
عقدِ پرویں[۱] ہے کہ ہے چرخ[۲] پُر اختر مجلس

مُنہ سے بے ساختہ نکلا یہ نظر پڑتے ہی
چشمِ بد دور کہ ہے خلد سے بہتر مجلس

کیوں منور نہ ہوں انوارِ سعادت سے قلوب
عشقِ سرکارِ دو عالم کی ہے رہبر مجلس

وصفِ رخسارِ نبی سُن کے سبھی بیخود ہیں
اپنی تقدیر کی ہے آج سکندر مجلس

غور سے دیکھ لو اس محفلِ میلاد کو تم
بس اسی طور کی ہو گی لبِ کوثر[۳] مجلس

یادِ ابروئے محمد میں ہیں بے چین سبھی
کیوں نہ بن جائے عدو کے لئے خنجر مجلس

مطمئن دل ہیں شفاعت کی نویدیں سُنکر
مومنوں کے لئے ہے خلد کی ہمسر مجلس

کیوں نہ ہو جائے گا مسرور دماغ **سیفی**

وصفِ گیسوے نبی سے ہے معطر مجلس

ردیف شین معجمہ

جس دل میں ہے روئے شہِ ابرار کی خواہش
اُس دل میں نہیں جنت و گلزار کی خواہش

ہر وقت تصور میں رہے آپ کی صورت
بس اتنی ہے مجھ طالبِ دیدار کی خواہش

جنت کی تمنا نہ مجھے ظلِ ہما کی
ہے آپ ہی کے سایۂ دیوار کی خواہش

بندوں سے خدا کے کوئی دوزخ میں جائے
ہر دم تھی یہی احمدِ مختار کی خواہش

کیا پوچھتے ہو اہلِ دکن میری تمنا
ہوتی بھی ہے کچھ مرغِ گرفتار کی خواہش

رہنے سے دکن کے مجھے نفرت ہی لیکن
کیا جانے کیا ہے شہِ ابرار کی خواہش

مقصود رہے جلوۂ دیدار محمدؐ
پردہ نہ بنے ذوقِ گہر بار کی خواہش

اللہ نے ہر ایک مصرت[۱] سے بچایا
کیا کیا نہ رہی آپ کے اغیار[۲] کی خواہش

۱ ضرر، تکلیف
۲ غیر کی جمع
دشمن

کیوں عاشقِ ابروے محمدؐ نہ ہو سیفی
ہوتی ہے بہادر ہی کو تلوار کی خواہش

ردیف صاد مہملہ

ہو جائے اِدھر بھی کبھی سرکار نظرِ خاص
ہے لطف و عنایت کیلئے آپ کا در خاص

کیا ہونگے بیاں آپ کے اوصاف کسی سے
یوں اور پیمبر ہیں بہت آپ مگر خاص

غمخوارِ اُممؐ ان کو بنایا ہے خدا نے
تھا تاجِ شفاعت کیلئے بھی یہی سر خاص

سلطانِ مدینہ کی محبت کو نہ چھوڑو!
احسان و شفاعت کیلئے ہے یہی در خاص

اب فرقتِ طیبہ نہیں یک لحظہ گوارا!
دے میرے خدا میری دعاؤں میں اثر خاص

اے ابرِ سیہ کوئی حقیقت بھی ہے تیری
رونے کیلئے ہیں۔ یہ مرے دیدۂ تر خاص

یوں تو رُخِ احمد سے مشابہ ہیں بہت گل
لیکن ہیں نمونے کیلئے شمس و قمر خاص

تعمیلِ فرامینِ شریعت نہیں آساں
اس رنج و الم کیلئے ہیں قلب و جگر خاص

تقویتِ ایمان کا باعث ہے ہر اک دم
ہیں گلشنِ طیبہ کیلئے شام و سحر خاص

عشقِ شہِ کونین کوئی کھیل نہیں ہے
یہ درد وہ ہے جس کیلئے چاہیئے سر خاص

سیفیؔ غمِ شبیرؑ ہے مُسلم کی نشانی
ہاں! کیوں نہ ہو آقا کے ہیں یہ نورِ نظر خاص

ردیف ضاد معجمہ

سرسبز کیوں نہ ہو چمنِ انتظارِ فیض
طیبہ سے آ رہی ہے نسیمِ بہارِ فیض

بلوائیے مدینہ میں اے شہریارِ فیض
بے حد ستا رہا ہے مجھے انتظارِ فیض

کونین پر محیطؐ ہے احسان آپ کا
اے شاہِ کامگار و شہِ نامدارِ فیض

وہ کب کسی نبی کو میسّر ہوا حضور
حاصل ہے جس قدر بھی تمہیں اقتدارِ فیض

میری مسرتوں کی بہار اب نہ پوچھئے
عالم ہی اور رکھتے ہیں لیل و نہارِ فیض

وہ وہ عنایتیں ہوئی ہیں اس غلام پر
ممکن نہیں کہ مجھ سے کبھی ہو شمارِ فیض

بڑھ کر ہی اس سے پائیں گے میدانِ حشر میں
ہم جسقدر بھی رکھتے ہیں اب اعتبارِ فیض

آفاتِ[۱] دو جہاں کا اِسے خوف ہی نہیں
باندھا ہوا ہے آپ کی اُمت حصارِ فیض

کہتے ہیں کس کو فیض یہ معلوم ہی نہ تھا
قائم ہوا ہے خُلقِ نبی سے وقارِ فیض

اعمال کے لحاظ سے مایوس ہیں مگر!
جاں بخش و دلنواز ہیں قول و قرارِ فیض

سیفیؔ کو روزِ حشر کی پرسش کا ڈر نہیں
برسیگا جھوم جھوم کے ابرِ بہارِ فیض

جس کو ہے احمدِ مختار کی الفت سے غرض
اس کو دولت سے ہی کچھ کام نہ جنت سے غرض

کسی فرحت[۳] سے سروکار نہ تھا حضرت کو
رکھتے تھے آٹھ پہر خدمتِ خلقت سے غرض

روزِ روشن میں ہے مخلوق کی راحت مقصد
شبِ تاریک میں ہے صرف عبادت سے غرض

بتقاضائے طبیعت تھی دیانت ساری
شہرتِ نام نہ تھی حفظِ امانت سے غرض

سر نجم ایک زمانہ تھا مگر حضرت کو
نہ امارت سے تعلق نہ حکومت سے غرض

کارپرداز ہو جب تک نہ صداقت کی کشش
کون رکھتا ہے ہمیشہ کی مصیبت سے غرض

اپنے خالق کی اطاعت ہی میں سرگرم رہیں
میرے آقا کو فقط اتنی ہے اُمت سے غرض

کون کہتا ہے کہ ہیں وہ بھی موحد مومن
جن کو کچھ بھی نہ ہو ارکانِ شریعت سے غرض

حمد اور نعت سے بہلاؤں میں اپنے دل کو
اِسقدر مجکو ہے سیفیؔ مری فرصت سے غرض

ردیف طائے مہملہ

روئے نبی کے آگے گلستاں کی کیا بساط
ماہِ منیر و مہرِ درخشاں کی کیا بساط

[۱] آفت کی جمع [۲] احاطہ دیوار بالعموم مونث مستعمل ہے۔ لیکن امیر نے مذکر بھی کہا ہے ؎ شاد ہے دل قیدی زلفِ بستہ ہے بیر کا ہاتھ آیا ہے حصارِ عافیت زنجیر کا [۳] خوشی [illegible]

حضرت تمہارے رحم و شفاعت کے سامنے
میرے گناہ کیا مرے عصیاں کی کیا بساط

آبِ دہن نے آپ کے روشن کئے ہیں دل
ظلمت فروش چشمۂ حیواں کی کیا بساط

بحرِ کرم میں جس کے شناور ہوں دو جہاں
اس کی نگاہ میں مرے ارماں کی کیا بساط

قیمت ہر ایک اشکِ فراقِ رسول کی
گلزارِ خلد ہے دُرِ غلطاں کی کیا بساط

مایوس کیوں ہے اے دلِ عاصی یہ کفر ہے
فضلِ خدا کے سامنے عصیاں کی کیا بساط

سیفی نبی کے وصف کی طاقت تجھے کہاں
مداح جب خدا ہے تو انساں کی کیا بساط

ذکرِ خدائے پاک سے ہوتا ہے غم غلط
اور یادِ مصطفےٰ سے خیالِ الم غلط

کیوں آپ کا خطاب ہو صادق و امین
فرماتے ہی نہ تھے کبھی شاہِ اُمم غلط

سلطانِ دیں پناہ کے الطافِ عام سے
ہرگز نہ ہو گی اپنی اُمیدِ کرم غلط

آخر بہارِ شرک خزاں سے بدل گئی
ہوتا ہی ہے ارادۂ اہلِ ہمم غلط

جو بات کی حضور نے وہ پوری ہو گئی
کھائی نہ آپ نے کبھی کوئی قسم غلط

کیا کیا نہ مشرکوں کے ارادے رہے مگر
نکلے تمام دعوئے جور و ستم غلط

فردوس دم بخود ہے مدینہ کے سامنے
بڑھ کر ہے اس سے رونقِ باغِ ارم غلط

انوارِ فیض بخشِ رسالت مآب سے
ثابت ہوئی ضلالتِ ہند و عجم غلط

انفاس ہی کا پاس ہے سیفی رہِ نجات
نکلے نہ یادِ حق میں کبھی کوئی دم غلط

ردیف ظائے معجمہ

وہی ہے آفتِ کونین سے بے حد محفوظ
جس کے دل میں ہے وِلائے شہِ احمد محفوظ

سایۂ قد کا نہ ہونا یہ پتہ دیتا ہے
جسمِ پُرنور میں تھی روحِ مجرّد محفوظ

کیسا آرام یہ اِک سجن ہے! دنیا کیا ہے
مومنو! خلد میں ہے عیشِ مخلّد محفوظ

سعی لازم ہے مگر تیرِ قضا کے آگے
سخت رہتی ہے نہ زرہ اور نہ چلقد محفوظ

فتح مشکل ہے بہت صبر و سکوں سے پہلے
اِس کا پیرو ہے کہ ہے حرفِ مشدّد محفوظ

مدحِ خالق ہے سراپائے شفیعِ کونین
حمدِ حق کے لئے ہے میمِ محمّد محفوظ

بحر کوزے میں سما جائے تو حیرت کیوں ہو
کہ مرے قلب میں ہے نعتِ محمّد محفوظ

آپ ہی ختمِ رسالت کے لئے موزوں تھے
اِس لئے روزِ ازل سے تھی یہ مسند محفوظ

یہ بھی اِک معجزۂ صدق و صفا ہے واللہ
رہ گئے خون کے پیاسوں میں محمّد محفوظ

نیتِ حج و زیارت کے ہیں دشمن افکار
یا الٰہی رہے فتنوں سے یہ مقصد محفوظ

ذاتِ خالق کے سوا سب کو فنا ہے سیفی
یوں ہی رہ جائے گا کیا چرخِ زبرجد محفوظ

ردیف عین مہملہ

جنت کی آرزو ہے نہ گلزار کی طمع!
حضرت فقط ہے آپ کے دیدار کی طمع

ہاں عتبہ بوسیٔ شہِ ابرار کے سوا
کیا اور رہو گی اِس دلِ بیمار کی طمع

اب کیجئے حضور ہمارے لئے دعا
پوشیدہ کب ہے آپ سے اغیار کی طمع

ہر وقت بلکہ نزع کی پژمردگی میں بھی
اُمت کی بہتری رہی سرکار کی طمع

اُمت کے مہرباں یہ ہیں حضرت بھی مہرباں
غمخوار ہی کو رہتی ہے غمخوار کی طمع

دُنیا و دیں میں خوش رہے امت کسی طرح
بس اِسقدر رہے احمدِ مختار کی طمع

کیوں آرزوئے خلد اسیرِ ہوس کو ہے
جب پائے لنگ کو نہیں رفتار کی طمع

اذنِ رکوع بھی سرِ ممنون کو نہیں
دل ہی میں گھٹ کے رہتی ہے زوار کی طمع

جب تک نہ روک تھام ہو اسبابِ درد کی
بیکار ہے دوائے اثر بار کی طمع

عشقِ نبی کے ساتھ ہی کچھ لطفِ حج بھی ہے
سر ہو تو زیب دیتی ہے دستار کی طمع

سیفی یہ کیسی جراتِ اظہارِ حال ہے
حضرت تو جانتے ہیں دلِ زار کی طمع

ردیف غین معجمہ

بخشا کے ہم کو شافعِ دوراں ہیں باغ باغ
شکرِ خدا کہ قبلۂ ایماں ہیں باغ باغ

ہر شب انھیں زیارتِ طیبہ نصیب ہے
اِس واسطے یہ کوکبِ تاباں ہیں باغ باغ

ہاں آپ سے شفیعِ معظم کے زعم پر
مجھ سے بھی شرمسار مسلماں ہیں باغ باغ

جو ٹکڑے ہو چکے ہیں نبی کے فراق میں
دونوں جہان میں وہ گریباں ہیں باغ باغ

مہرِ مدینہ کیا اِنھیں آیا نہیں نظر
کیوں اپنے حسن پر مہِ کنعاں ہیں باغ باغ

ہے خلد کم سے کم صلۂ مدح گستری
اِسواسطے نبی کے ثنا خواں ہیں باغ باغ

نسبت جو دی ہے آپ کے رخسارِ پاک سے
جنت کے اور یہاں کے گلستاں ہیں باغ باغ

جنت ہے خادمانِ محمدؐ کے واسطے
یہ مُژدہ سُن کے حضرتِ رضواں ہیں باغ باغ

نعتِ نبی کی وجہ سے ہے ہر غزل چمن
سیفی بس اِسلئے مرے دیواں ہیں باغ باغ

ردیف فا

جان و دل سے جو ہیں حضرت کی طرف
دیکھتے ہیں کب وہ جنت کی طرف

دیکھتے ہی رہ گئے سب انبیا
وصل کی شب شانِ حضرت کی طرف

اِک زمانہ کی ہیں آنکھیں حشر میں
آپ کے لُطف و عنایت کی طرف

ہائے کس مُنہ سے کہوں میں آپ سے
دیکھئے مجھ ننگِ اُمت کی طرف

کیوں نہ ہو شمشیر اُس کی فتحمند
ہو خدا جس کی شجاعت کی طرف

بے اجازت نیند بھی آتی نہیں
دل جب آئے وصفِ حضرت کی طرف

دیکھنے والے رسول اللہ کے
دیکھتے ہی کب ہیں دولت کی طرف

اِن گناہوں پر ہے عشقِ مصطفےٰ
دیکھتا ہوں اپنی جرات کی طرف

تشنہ کامِ عشق ہے سیفی غریب
کیوں نہ دوڑے ابرِ رحمت کی طرف

اگر ہے خوفِ جہنم پڑھو درود شریف
بہشت پھر ہے مُسلّم پڑھو درود شریف

۱ مژدہ ضمہ کے ساتھ فصیح ہے۔ ۲ نبی کی جمع انبیاء کا تلفظ باعلان نون غلط ہے میم کی آواز نکالنی چاہیے۔ ۳ شوکت، عظمت ۴ لام کو پیش کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔ ۵ پیاسا، پیاس سے جس کا گلا خشک ہو رہا ہو ۶ نون کو زبر کے ساتھ پڑھنا چاہیے ۷ تسلیم کردہ شدہ

ہجومِ یاس ہو یا حملۂ غمِ عقبیٰ — پیاپے اور دمادم پڑھو درودِ شریف
درود خواں کے لئے ہے مسرتِ جنت — نہیں یہ وعدۂ مبہم پڑھو درودِ شریف
نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ سے افضل — رضائے حق سے ہے مدغم پڑھو درودِ شریف
ریا کا خوف نہیں جس میں وہ یہ طاعت ہے — خلوصِ قلب سے ہر دم پڑھو درودِ شریف
جگر گداز اگر فرقتِ مدینہ ہو — ہے زخمِ ہجر کا مرہم پڑھو درودِ شریف
دلوں کو موم بنانے میں ہے کمال اس کو — اگر کوئی رہے برہم پڑھو درودِ شریف
کبھی رہو گے نہ حیران تنگدستی سے — عطائے حق سے ہے توام پڑھو درودِ شریف
تسلئ دلِ بیمار کے لئے تریاق — الم کے حق میں ہے اک سم پڑھو درودِ شریف
شفاعتِ شہِ کونین کے طلبگار رہو! — ملیگا اجرِ معظم پڑھو درودِ شریف

سکونِ قلب کی **سیفی** اگر تمنا ہے
رہو گے ایمن و خرم پڑھو درودِ شریف

شفائے دل ہے درودِ شریف — دعائے رسا ہے درودِ شریف
مرا مدعا ہے درودِ شریف — کہ مشکل کشا ہے درودِ شریف
محمد نما ہے درودِ شریف — خدا آشنا ہے درودِ شریف
نگہبانِ خوشنودئ مصطفیٰ — رضائے خدا ہے درودِ شریف
فضائل کی اس کے کوئی حد نہیں — درِ بے بہا ہے درودِ شریف
نہیں جس کا دنیا میں کوئی بدل — وہ حاجت روا ہے درودِ شریف
بر آئیں گی دل کی مرادیں تمام — کرم کی ندا ہے درودِ شریف
شبِ غم کا مجھ کو کوئی ڈر نہیں — کہ بدر الدجیٰ ہے درودِ شریف

جگر شاد ماں ہے تو مسرور دل
پریشاں ہو کیوں خبطِ اکسیر میں

مے جانفزا ہے درودِ شریف
بڑی کیمیا ہے درودِ شریف

قیامت سے ترساں ہے سیفی عبث
شفیع الوریٰ ہے درودِ شریف

یا شفیع الوریٰ السّلام علیک
نورِ ربّ العلا السّلام علیک

خسروِ دوسرا السّلام علیک
ہادیِ انبیاء السّلام علیک

مقصدِ اتقیا السّلام علیک
سرورِ اصفیا السّلام علیک

احمدِ مصطفےٰ السّلام علیک
حامدِ مجتبےٰ السّلام علیک

کانِ صدق و صفا السّلام علیک
منبعِ اتقا السّلام علیک

مرجعِ التجا السّلام علیک
ماہِ بذل و عطا السّلام علیک

بحرِ جود و سخا السّلام علیک
گوہرِ بے بہا السّلام علیک

حسنِ ارض و سما السّلام علیک
رونقِ دوسرا السّلام علیک

ہمدمِ مرتضےٰ السّلام علیک
صدرِ آلِ عبا السّلام علیک

غم خورِ کربلا السّلام علیک
صدرِ بزمِ عزا السّلام علیک

تم پہ سیفی فدا السّلام علیک
خاتمِ انبیاء السّلام علیک

ردیف قاف

عشقِ احمد سے ہوئی خانۂ جاں کی رونق
حق تو یہ ہے کہ مکیں سے ہے مکاں کی رونق

سیر طیبہ سے کبھی سیر نہیں ہوتا دل
کیا کہوں اس چمنِ رشکِ جناں کی رونق

آتشِ شرک نے ویرانہ بنا رکھا تھا
آپ کے دم سے ہوئی کون و مکاں کی رونق

اوجِ توحید پہ جب مہرِ صداقت چمکا
اڑ گئی غازۂ رخسارِ بتاں کی رونق

کیوں نہ مانے گی حضور آپکا احساں ہر قوم
ہو گئی آپ کے آنے سے جہاں کی رونق

حشر کے روز تو اچھے بھی پریشاں ہونگے
چہرۂ دشمنِ بطحے پہ کہاں کی رونق

اے دلِ حرص زدہ عشقِ نبی حاصل کر
اس سے ہو جائے گی گلزارِ روانکی رونق

نا سمجھ مفت پریشان ہیں خود رائی سے
ایک اسلام سے ہے بزمِ جہاں کی رونق

سننے والے ہیں جو بیخود تو بجا ہے سیفی
کس کی توصیف سے ہے میرے بیانکی رونق

ردیف کاف تازی

دل یہ کہتا ہے کہ ہے عشقِ پیمبر نزدیک
پھر یہ گمراہی ہے کیسی جو ہے رہبر نزدیک

میرے دل نے مجھے دیوانہ بنا رکھا ہے
اب بلا لیجئے اے شافعِ محشر نزدیک

نقش ہے نامِ محمد مرے دل پر یا رب
میں تو رکھتا ہوں یہی خوبی و جوہر نزدیک

ہمت و شوقِ تجسس کو تو پورا کر لو!
رگِ گردن سے بھی ہے خالقِ اکبر نزدیک

وہ بھی دن آئے خدایا کہ کہے مجھ سے کوئی
اب یہاں سے ہے بہت روضۂ اطہر نزدیک

چھوڑ کر جائیں کہاں آپکے قدموں کو حضور
ہم غریبوں کیلئے تو ہے یہی در نزدیک

خوابِ غفلت ہے وہی گو یہ خیال آتا ہے
ہر گھڑی موت سے ہوتا ہوں برابر نزدیک

۱ے بکسر جیم جنت کی جمع ۲ے خدائے لاشریک کے ساتھ کسی کو شریک جاننا ۳ے غازہ - ایک قسم کی سرخی ہے جس کو عورتیں حسن بڑھانے کے لئے منہ پر ملتی ہیں ہے
۴ے روح - جان ۵ے وصف ۶ے بیان کرنا ۷ے جستجو کرنا ڈھونڈھنا ۸ے بہت پاک

کیوں قیامت میں پریشان رہے گی اُمت
کیا تردد ہے انہیں جن کا ہو رہبر نزدیک

کیوں نہ اصحاب مقدر کے دھنی ہوں سیفی
رہتے تھے آنہہ پہر ساقی کوثر نزدیک

اے اُمیدِ نا اُمیداں شب انتظار کب تک
غمِ ہجر مصطفےٰ میں رہیں بیقرار کب تک

اے اُمید عتبہ بوسی ابھی سوے طیبہ لے چل
یہ مرا شباب کب تک یہ تری بہار کب تک

تمھی تھے نبی برحق کہ اُٹھائیں آفتیں سب
غم و رنجِ دائمی کا کوئی غمگسار کب تک

مجھے خوش کریگی قسمت جو دعا کرینگے حضرت
نہ مچل تو شوقِ اُلفت غمِ ناگوار کب تک

ترا کام ہے تڑپنا تڑپ اے دلِ پریشاں
نہ بلائیں گے مدینہ شہِ نامدار کب تک

مجھے شرم آرہی ہے کہ ہوں معصیت کا مارا
مری آرزو بر آئے کہوں بار بار کب تک

نظر آئے گا کبھی تو رخِ آفتابِ مقصد
جو شفیع ہیں محمدؐ شب اِنتظار کب تک

نگہِ غریب پرور کبھی ہو اِدھر بھی حضرت
دلِ نامراد آخر رہے بیقرار کب تک

یہ سفید بال آئے کہ پیامِ موت سیفی
غمِ عاقبت بھی کچھ ہو غمِ روزگار کب تک

ردیف کاف فارسی

ایسے ہیں چار مذہب رخشاں الگ الگ
جیسے ہوں اِک چمن کے خیاباں الگ الگ

اِک مدتِ قلیل میں ہر بات کے لئے
جاری کئے ہیں آپ نے فرماں الگ الگ

کہتے ہی رہ گئے شبِ معراج انبیا
جاتے کہاں ہو اے مہِ تاباں الگ الگ

۱ نزدیک
۲ بفتح اول و کسرہ
۳ بفتح اول و ثانی
۴ بعضہ کا سلسل قائم رہنے والا
۵ گناہ گاری. نافرمانی
۶ بفتح اول دکر صاد جانئے قصد بفتح صاد جیسا کہ مشہور ہے زبانِ عرب میں مستعمل نہیں ہے. لیکن اہلِ تذکرہ ہند و فارس بفتح ص د استعمال کرتے ہیں
۷ چمن کیاری

تہذیب جلوہ گر ہے کہیں اور کہیں نہر
ہر قوم پر ہیں آپ کے احساں الگ الگ

توحید کا اثر ہے یہ آپس کا میل جول
پہلے تھے سارے مُشرکِ ناداں الگ الگ

ق

ہر چند مفلسی کے تقاضے سے اِن دنوں
پھٹ پھٹ کے ہو رہے ہیں مسلماں الگ الگ

برسینگے مل کے جب یہ برسنے پر آئیں گے
ظاہر میں گو ہیں قطرہ باراں الگ الگ

کم ہمتی کو میری جو دیکھا ہے اے حضور
پھرتے ہیں مجھ سے میرے ہی ارماں الگ الگ

کیا مختصر کہیں ستمِ دُشمنانِ دیں
ہر قصۂ جفا کے ہیں عنواں الگ الگ

شیدائے زلف یہ ہی تو وہ ہی فدائے رُخ
میرے دل و جگر کے ہیں ارماں الگ الگ

سیفیؔ خدا کے فضل سے میرے کلام کے
ہیں عشق و پند و نعت میں دیواں الگ الگ

ردیف لام

بخدا سب سے ہے اُس شخص کی قسمت اوّل
جس کی فرمائیں گے سرکار شفاعت اوّل

دیکھئے دیکھئے آئینہ کو حضرت اوّل
مہ و خورشید سے ہی آپ کی صورت اوّل

عقلمندوں کا تو ایمان یہی ہے سرکار
بعد اللہ کے ہے آپ کی الفت اوّل

وہی سرکار کے منظورِ نظر ہوتے ہیں
جو بجا لاتے ہیں احکامِ شریعت اوّل

کسقدر صدق سے معمور تھے اُن کے سینے
کی ہے جن لوگوں نے تصدیقِ نبوّت اوّل

چشمِ انصاف کو اِس بات سے انکار نہیں
حُسنِ اخلاق میں ہے آپ کی اُمت اوّل

آپ کہہ دیجئے ایمان کی رضواں ہم سے
یہ چمنستانِ مدینہ ہے کہ جنت اوّل

حشر میں شافعِ محشر کو سبھی ڈھونڈیں گے
کس کی تقدیر میں ہے دیکھیں زیارت اول

دامِ دنیا میں گرفتار ہے نادانی سے
میرے اِس دل کی خبر لیجئے حضرت اول

مومنو! فکرِ قیامت سے پریشاں کیوں ہو
خلد میں جائے گی سرکار کی اُمت اول

جانِ ایمان ہے تصدیقِ رسالت سیفی
اسلئے چاہیئے حضرت کی محبت اوّل

ردیف میم

رہتے ہیں یادِ نبی میں شاد ہم
فکرِ عقبیٰ[۱] سے ہیں یوں آزاد ہم

یا محمد مصطفےٰ سُن لیجئے
کہتے ہیں حالِ دلِ ناشاد ہم

لیجئے گو آپ کے لائق نہیں
نذر کرتے ہیں دلِ ناشاد ہم

کون ایسا ہے جو ہم کو بخشوائے
چاہتے ہیں آپ کی امداد ہم

رحمتہ للعالمیں جب آپ ہیں
کس کے آگے پھر کریں فریاد ہم

آیۂ لاتقنطوا[۲] کا وِرد ہے
کیوں کریں گے یاس کی فریاد ہم

آپ کے الطاف کا صدقہ ہے سب
اِن گناہوں پر بھی ہیں آباد ہم

وہ مجسم[۳] رحم و شاہِ عدل ہیں
چاہتے ہیں جس سے اپنی داد ہم

جس نے یہ حق سے کہا بخشا گیا
تھے شریکِ جلسۂ میلاد ہم

فیضِ تعلیمِ رسول اللہ سے
ایک عالم کے رہے استاد ہم

آنے والے عیش کی سیفی نہیں

---

۱ آخرت آنے والا جہاں
۲ آیت لا تقنطوا من رحمۃ اللہ کی طرف اشارہ ہے۔ بسکون طا خلاف املا ہے لیکن محققین بسکون دال ہی استعمال کرتے ہیں اور اردو زبان کا لہجہ بھی اسی کا متقاضی ہے ۱۲ سیفی
۳ جسم والی چیز ہمہ تن بکسر جیم زبان ولادت

پہلے دیتے ہیں مبارک باد ہم

کچھ غم نہیں اگر ہوں پریشانیوں میں ہم
ہیں کاملِ نبی کی ثنا خوانیوں میں ہم

غفلت میں ساری عمر تلف ہو گئی مگر
رحمت سے آس ہے کہ ہیں طغیانیوں میں ہم

دل میں جو کھپ گئی ہیں نگاہیں حضور کی
مثلِ غزالِ دشت ہیں جولانیوں میں ہم

کیوں کر نظیرِ حسنِ شہِ دو جہاں کہیں
پاتے نہیں ہیں حسن وہ کنعانیوں میں ہم

زلفِ نبی کا جال نکالے گا کھینچ کر
جب غرق ہونگے اپنی پشیمانیوں میں ہم

پھر دل کو بے کلی ہے فراقِ حضور میں
پھر بحرِ غم کے ہاتھ ہیں طغیانیوں میں ہم

اے دستگیرِ روزِ جزا کیجیے مدد!
الجھے ہوئے ہیں سخت پریشانیوں میں ہم

جاتے ہوئے مدینہ کو ڈرتے ہیں شرم سے
ایسے ہیں چور چور پشیمانیوں میں ہم

کیوں اپنے شعر ہمسرِ سلکِ گہر نہ ہوں
سیفی ہیں کس نبی کی ثنا خوانیوں میں ہم

بذل و سخا میں قبلۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلم
صدق و صفا میں کعبۂ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

امی لقب اور عالمِ اعلم صلی اللہ علیہ وسلم
آپ کے آگے سارے ہیں ابکم صلی اللہ علیہ وسلم

خیرِ درخشاں مرجعِ ایماں منبعِ عرفاں ہبطِ قرآں
سایۂ یزداں فیضِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم

چشمِ منور شمعِ فروزاں زلفِ معنبر سنبل و ریحاں
عارضِ تاباں بدرِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم

غارِ حرا پر قصرِ سخا پر کلخِ ہدیٰ پر کوہِ صفا پر
چرخِ عطا پر آپ کا پرچم صلی اللہ علیہ وسلم

جانِ امانت کانِ دیانت روحِ ہدایت شاہِ نبوت
بحرِ شفاعت فخرِ امم صلی اللہ علیہ وسلم

ماہ شمائل شمسِ دلائل بحرِ فضائل رشکِ افاضل
رہبرِ کامل نبیِ مفخم صلی اللہ علیہ وسلم

خاص پیمبر شافعِ محشر دلبر داور قاسمِ کوثر
دادِ منور عدلِ مسلم صلی اللہ علیہ وسلم

مخزنِ ہمت معدنِ نصرت مسکنِ رافت گلشنِ عفت
حامیِ نصفت رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

شارعِ شرعِ کامل و اکمل رہبر راہِ دین مفصل
حکمِ مدلل آیہ محکم صلی اللہ علیہ وسلم

سارا زمانہ ان کا ثنا خواں سیفیؔ عاصی انکا غزل خواں
کیوں نہ ہو۔ ہیں یہ محسنِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

ردیف نون

میرے آقا کو سبھی شاہِ اُمم مانتے ہیں
بادشاہِ عرب و ہند و عجم جانتے ہیں

کیوں نبنائے گئے احمد ہی شفیعِ کونین
وسعتِ نفسِ[۱] محمد کو تو ہم جانتے ہیں

کیوں نہ دارین کو بخشا کے رہیں گے احمد
وہی کرتے ہیں جو کچھ اہلِ ہمم ٹھانتے ہیں

اِس کو کہتے ہیں صداقت کہ عدوے دیں بھی
اپنے جھگڑوں میں نبی ہی کو حکم[۲] مانتے ہیں

رخِ احمد سا کوئی گل بھی تو دیکھا نہ گیا
ایک مدت ہوئی گلزارِ ارم چھانتے ہیں

صادق الوعد و امیں کہتی ہے دنیا ساری
معدنِ[۳] لطف اگر اہل حشم جانتے ہیں

ایک سیفیؔ ہی نہیں بلکہ دو عالم ان کو
محترم مانتے ہیں ابر کرم جانتے ہیں

یا شفیع المذنبیں گو میں گنہگاروں میں ہوں
نازہے اس پر کہ تیرے نازبرداروں میں ہوں

دامِ گیسوے محمد کے گرفتاروں میں ہوں
میں سیہ کاروں میں بھی کس کے سیہ کاروں میں ہوں

آپ نے جب کی شفاعت بڑھ کے رحمت نے کہا
اے سراپا ناز میں بھی ناز برداروں میں ہوں

آپ ہی ہونگے معالج[۴] عاصیوں کے حشر میں
ورنہ عیسیٰ کہہ اُٹھیں گے میں بھی بیماروں میں ہوں

[۱] لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا کی طرف اشارہ ہے۔ [۲] منصف فیصلہ کنندہ [۳] خزانہ [۴] حکیم علاج کرنے والا

چشمِ رحمت سے مرے آقا ادھر بھی دیکھ لو !
یہ بھی میرے واسطے کیا کم خوشی کی بات ہے
آپ کے رخ سا نظر آجائے شاید کوئی گل
حُسنِ یوسف بھی زلیخا بن کے اُس پر ہے فدا
انبیا مشتاق[۲] جس کے امتی ہونے کو تھے
وصفِ[۳] روئے مصطفےٰ ہر شعر میں ہے جلوہ گر
مدح ختم المرسلیں ہے چارہ سازِ دردِ دل
اے مرے اللہ نہیں مجھ میں کوئی خوبی مگر !

امتی ہوں آپ کا گو میں گنہگاروں میں ہوں
میں خطا واروں میں بھی تیرے خطا واروں میں ہوں
ایک اِس اُمید پر مدت[۱] سے گلزاروں میں ہوں
جس سراپا نور کے میں آئینہ داروں میں ہوں
اپنی خوش بختی سے میں اُسکے طرفداروں میں ہوں
کہتی ہے خوشبو کہ میں ان پھولوں کے ہاروں میں ہوں
جن کو امیدِ شفا ہو، ایسے بیماروں میں ہوں
امتِ سرکارِ دو عالم کے غمخواروں میں ہوں

شافعِ محشر سے اے سیفیؔ بڑی اُمید ہے
مطمئن ہے دل مرا گو میں گنہگاروں میں ہوں

خیالِ مصطفےٰ ہے اور میں ہوں
رہِ عشقِ محمّد مصطفےٰ میں
مری قسمت مری تقدیر ہے یہ
بلا لو اب مدینہ میں خدارا
تمنا ہے، نہ حسرت ہے، نہ دل ہے
مرے آقا مرے مولا بچانا،
یہ طوفانِ معاصی اللہ اللہ
رسول اللہ کے لطف و کرم سے
دلِ مشتاق ہے وقفِ تصوّر

سدا اصلِ علےٰ ہے اور میں ہوں
دلِ قبلہ نما ہے اور میں ہوں
کہ ہجرِ مصطفےٰ ہے اور میں ہوں
یہی اک التجا ہے اور میں ہوں
فقط آہ و بکا ہے اور میں ہوں
غمِ روزِ جزا ہے اور میں ہوں
خدا ہی ناخدا ہے اور میں ہوں
امیدِ جانفزا ہے اور میں ہوں
زباں پر مرحبا ہے اور میں ہوں

لے زمانہ
دیر۔ زمانہ دراز
ے مشتاق۔ اشتیاق
ے دیکھنے والے
تعریف۔ مدح
مقبول۔ برگزیدہ
آنحضرت کا لقب
بیحد۔ بہت عاجزانہ
درخواست۔ گڑگڑا کر
مانگنا۔ مدد۔ مولا
بجز مولے۔ ہر دو
صحیح۔ مالک۔
آزمائش۔ رہ رہنے
جو کسی کی ایک
نہ ہو خدا کی راہ
میں وقف ہو گئی
چیز۔ نذر۔
عمدہ۔ میں اس کو
تصور کرنا۔ نہیں سمجھتا

وہاں طیبہ میں نظارہ کناں دل — یہاں صلِ علیٰ ہے اور میں ہوں

صدائے مرحبا ہے اور سیفی
ثنائے مصطفےٰ ہے اور میں ہوں

ہم جسے پیار سے مکی مدنی کہتے ہیں — حور و غلماں اسے محبوب غنی کہتے ہیں

مجھ سے پوچھینگے نکیریں تو کیا پوچھیں گے — جب وہ خود مجھکو گدائے مدنی کہتے ہیں

اُمتی احمدِ مختار کے ہیں صلِ علیٰ — اِس لئے سب ہیں قسمت کے دھنی کہتے ہیں

یادِ سرکارِ دو عالم سے نہ رہنا غافل — دیکھ پھر تجھ سے دلِ ناشدنی کہتے ہیں

ہجرِ طیبہ میں دلِ زار ہے ٹکڑے ٹکڑے — اے مقدر اسے خاطر شکنی کہتے ہیں

آپ کا حُسن بھی کیا حُسن ہے سبحان اللہ — مہر و مہ دیکھکے اللہ غنی کہتے ہیں

سینکڑوں ایک نظر ہی میں مسلمان ہوئے — فی الحقیقت اسے ناوک فگنی کہتے ہیں

شہِ ابرار مجھے کیوں نہ کہیں اپنا غلام — کہ مجھے اہلِ نظر پنجتنی کہتے ہیں

مزرعِ عشقِ محمد بھی اسی میں جب ہے — اہلِ دل کس لئے دنیا کو دنی کہتے ہیں

اِک اِشارہ کا تھا محتاج ہر اک امراہم — یہ حقیقت ہے۔ اسے کم سخنی کہتے ہیں

جاں طیبہ میں ہے اور جسم دکن میں سیفی
ایسی فرقت کو غریب الوطنی کہتے ہیں

عشقِ خیر الانام رکھتے ہیں — اپنے آقا سے کام رکھتے ہیں

جس کا ہمسر نہیں ہوا کوئی — وہ نبی وہ امام رکھتے ہیں

میرے مولا ذرا اِدھر دیکھو — اِشتیاقِ سلام رکھتے ہیں

ہم کو کیا خوف ہے قیامت کا — ہم شفیعِ انام رکھتے ہیں

بخشوائینگے آپ ہی سب کو	یہ توقع تمام رکھتے ہیں
جیتے جی دیکھ لیں مدینے کو	یہ تمنا مدام رکھتے ہیں

اپنے آقا کے نام کا سیفی
وردِ ہم صبح و شام رکھتے ہیں

فراقِ گلشنِ طیبہ میں بیقرار ہوں میں	ترے کرم کا الٰہی اُمیدوار ہوں میں
ہزار شوق سے پابندِ انتظار ہوں میں	ترے کرم کا الٰہی اُمیدوار ہوں میں
ترے حبیب کی اُمت کا ننگ و عار ہوں میں	ترے کرم کا الٰہی اُمیدوار ہوں میں
خیالِ پرسشِ محشر سے شرمسار ہوں میں	ترے کرم کا الٰہی اُمیدوار ہوں میں
گنہ کا بوجھ ہے سر پہ تہِ مزار ہوں میں	ترے کرم کا الٰہی اُمیدوار ہوں میں
نظیر جس کی نہیں وہ گناہ گار ہوں میں	ترے کرم کا الٰہی اُمیدوار ہوں میں
کئے سے اپنے نہایت ہی شرمسار ہوں میں	ترے کرم کا الٰہی اُمیدوار ہوں میں
نگاہِ غیر میں بے حد ذلیل و خوار ہوں میں	ترے کرم کا الٰہی اُمیدوار ہوں میں
خراب حال ہوں آشفتہ روزگار ہوں میں	ترے کرم کا الٰہی اُمیدوار ہوں میں
گناہ گار و سیہ کار و نابکار ہوں میں	ترے کرم کا الٰہی اُمیدوار ہوں میں
جفا و جورِ زمانہ سے دلفگار ہوں میں	ترے کرم کا الٰہی اُمیدوار ہوں میں
کمینہ حسرت و آلام کا شکار ہوں میں	ترے کرم کا الٰہی اُمیدوار ہوں میں
نشانۂ غم و اندوہِ ناگوار ہوں میں	ترے کرم کا الٰہی اُمیدوار ہوں میں
حقوق شرم ادا کر کے شرمسار ہوں میں	ترے کرم کا الٰہی اُمیدوار ہوں میں
غرورِ نفسِ کمینہ سے اشکبار ہوں میں	ترے کرم کا الٰہی اُمیدوار ہوں میں

۱ ہمیشہ
۲ ورد وہ کلام جو بلاناغہ کیا جائے مثلاً وظیفہ ہے
۳ سر پر کی زیارت کرنے کی جگہ
۴ عیب و رسوائی ہے
مانند ۔ مثل
۵ ذلیل خوار و زبر
۶ بد چلن ۔ بیکار
۷ زخمی ہے
جمع الم ۔ درد و رنج
۸ و رنج
۹ غم

خریدۂ غمِ دنیا ہے مستعار ہوں میں
ہر ایک بزمِ احبّہ میں ناگوار ہوں میں

ترے کرم کا الٰہی اُمیدوار ہوں میں
ترے کرم کا الٰہی امیدوار ہوں میں

گناہ گار ہوں **سیفیؔ** شرمسار ہوں میں
ترے کرم کا الٰہی اُمیدوار ہوں میں

گر آستیں کبھی غصّے میں شاہِ دیں الٹیں
صفوفِ لشکرِ اعدا کو بالیقیں الٹیں

جیبِ داورِ محشر کی آمد آمد ہے
نقاب اپنے رخوں سے نہ مہ جبیں الٹیں

گناہ گار ہوں شہرت سوالِ رحمت ہے
کفن کو چہرہ سے میرے نہ ہمنشیں الٹیں

تڑپ رہے ہیں طلبگارِ شربتِ دیدار
بس اب نقاب کو سلطانِ مرسلیں الٹیں

ہر ایک چیز پلٹ جاتی ہے پلٹنے سے
بنے گا نیک اگر ہم حروفِ کیں الٹیں

نہ پائیں گے کسی گل کو رخِ محمد سا
جہان بھر کے اگر باغ یاسمیں الٹیں

ہر ایک وصفِ رسولِ خدا حقیقت ہے
بساط اپنی جسارت کی نکتہ چیں الٹیں

مدینہ جانے کی، **سیفیؔ**! اگر ٹھہر جائے
یقین ہے کہ یہ دھائے واپسیں الٹیں

ردیف واو

عشقِ احمد میں کوئی یار نہیں ہے تو نہ ہو
مہرباں گنبدِ دوّار نہیں ہے تو نہ ہو

جاؤں گا سر سے مدینہ کو جو تھک جائینگے پاؤں
زیرِ راں میرے جو رہوار نہیں ہے تو نہ ہو

عینِ بیدار رہے بے ہوشِ فراقِ احمد
مجھ سا دیوانہ جو ہشیار نہیں ہے تو نہ ہو

عشق احمد کی عنایت ہے تو آگے ہوگا
اَرِنی کہہ کے تکرنا تو نہ ہوگا ہرگز !
اُمتِ شافعِ محشر کا گنہگار تو ہے
یادِ احمد ہی تسلی کے لئے کافی ہے
آپ کے رحم سے بڑھ کر تو نہ ہونگے عصیاں
مدعا نعتِ نبی ہے کہ سخنور بنا
شہِ کونین کی الفت ہی مری دولت ہے

بخت اس وقت جو بیدار نہیں ہے تو نہو
مجھ میں گر طاقتِ دیدار نہیں ہے تو نہو
کوئی جنت کا سزاوار نہیں ہے تو نہو
کوئی غمخوار و طرفدار نہیں ہے تو نہو
مجھ سا گر کوئی گنہگار نہیں ہے تو نہو
شاعری میری مزیدار نہیں ہے تو نہو
جیب میں گوہرِ شہوار نہیں ہے تو نہو

ہمہ تن منتظرِ فضلِ خدا ہیں سیفی
اب ہمارا کوئی غمخوار نہیں ہے تو نہ ہو

میرے ارمان نہیں دیتے ہیں جینے مجکو
آنکھیں رو رو کے کیا کرتی ہیں کم دل کی بھڑاس
شوقِ دیدار ہے ہر وقت ہم آغوشِ ہمہ
واہ رہی بیخودی شوق کہ بیٹھے بیٹھے
ایک دم پہنچا مدینے کو دکن سے چل کر
روضۂ پاک نظر پڑتے ہی سجدہ میں گرا
لائقِ عشقِ نبی مجھسا گنہگار نہیں
پرسشِ قبر کا کیا خوف ہے کہہ دونگا یہی

جلد بلوائیے سرکارِ مدینے مجکو
بحرِ غم میں ہیں معاون یہ سفینے مجکو
کیا عجب ہے کہ یہ پہنچائے مدینے مجکو
لے کے پہنچی ہے تصور ہی نے مجکو
ایسا بے چین کیا دردِ دلی نے مجکو
نہیں معلوم زیارت کے قرینے مجکو
اس لئے شرم کے آتے ہیں پسینے مجکو
جو بتایا ہے رسولِ عربی نے مجکو

اس سے بڑھکر بھی کوئی عز و شرف ہے سیفی
مدح خواں اپنا بنایا ہے نبی نے مجکو

چمنستانِ شفاعت کے گدیور تم ہو | فلکِ رحم و کرم کے مہِ انور تم ہو
کیوں نہ آئیں گے گنہگار اُمیدیں لے کر | معدنِ لطف و عطا مالکِ کوثر تم ہو
کہہ رہے ہیں یہی انجیل و زبور و صُحف | آخری دورِ رسالت کے پیمبر تم ہو
طالبِ اللہ کے تھے سارے نبی و مرسل | لیکن اللہ کے مطلوبِ مُقرر تم ہو
کیوں نہ چاہے گی تمہیں ساری خدائی دل سے | دینِ حق آئینہ عرفاں کا ہے جوہر تم ہو
تشنہ کامانِ محبت ہیں خوشی سے بے چین | کہ شفیعِ اُمم و ساقی کوثر تم ہو
اس سے بڑھ کر مجھے کیا عزّو شرف ہو حضرت | مرے آقا مرے مالک مرے سرور تم ہو
بے کم و کاست ہر اک لفظ ہے اب تک محفوظ | جس کا ہمسر نہ ہو کوئی وہ سخنور تم ہو
ساری دُنیا ہو بہ یک وقت منور جس سے | وہ مہِ لامعہ و خورِ خاور تم ہو
آج تک سلسلۂ فتح و ظفر ہے جاری | جس کا ثانی نہیں کوئی وہ مظفر تم ہو

اپنے الطاف سے سیفی کو نہ رکھنا محروم
وہ گنہگار ہے اور شافعِ محشر تم ہو

دیکھتا ہے نبی کو قمر دیکھو | دشمنوں کو لگے گی نظر دیکھو
روم و ایراں ہیں زیر و زبر دیکھو | کلمہ گو یوں کی فتح و ظفر دیکھو
دستِ پاکِ رسولِ مکرم میں | کلمہ پڑھتے ہیں سنگ و حجر دیکھو
فیضِ عامِ بہارِ نبوت سے | سبز ہوتے ہیں خشک شجر دیکھو
گلشنِ طیبہ کہئے کوئی جنت | کیا برستا ہے نور جدھر دیکھو
کل جو دشمن تھے شافعِ محشر کے | ہیں وہی آج سینہ سپر دیکھو

نا اُمیدی تو ٹھیک نہیں سیفی

۱ گدیور - دال -
۲ عرفان پہچان
حق تعالیٰ کا پہچاننا
۳ کاست کا مطلب
کم ہونا - گھٹنا - ۴ حفاظت
کیا ہوا - سالم -
۵ لطف کی
جمع عنایات
۶ بے نصیب
اسلام -
نا اُمید
۸

واہ لطفِ قضا و قدر دیکھو

ردیف ہا

جنت سے ہی بہتر چمنستانِ مدینہ
فردوس کا خواہاں نہیں خواہانِ مدینہ

دیکھوں نہ کسی باغ کو پھر آنکھ اُٹھا کر
مل جائے اگر رہنے کو بستانِ مدینہ

جس گلشنِ فردوس کی تم سنتے ہو شہرت
اُس کا ہی تو خاکہ ہے گلستانِ مدینہ

کیا تابشِ خورشید کچھ اُس وقت رہیگی
جب عرصۂ محشر میں ہوں سلطانِ مدینہ

زاہد کے لئے خوب ہے جنت مرے مولا
لیکن ہمیں مل جائے خیابانِ مدینہ

دوزخ کے فرشتے ہوں کمیں گاہ میں لیکن
کب چھوڑتے ہیں ہم درِ سلطانِ مدینہ

ہے باعثِ رشک و حسدِ ملکِ سلیماں
ہر کوچہ و بازارِ گلستانِ مدینہ

محبوبِ خدا ہے تو فرشتوں کا بھی دلبر
اِک جانِ جہاں ہی نہیں جانانِ مدینہ

کیوں فکرِ قیامت سے پریشان ہو سعیؔ
فردوس میں جائے گا ثنا خوانِ مدینہ

غیرت دہِ فردوس ہے صحرائے مدینہ
کیوں گھر نہ کرے دل میں تولائے مدینہ

ممکن ہی نہیں سیر سے اُکتائے کبھی دل
دلکش ہے بہت منظرِ زیبائے مدینہ

کیوں دوزخ و جنت سے کوئی خوف و خوشی ہو
کونین سے آزاد ہے شیدائے مدینہ

میزانِ قیامت کا اسے خوف ہی کیا ہے
غمخوار ہوں جس کے شہِ والائے مدینہ

تقدیر کی تعریف اسی وقت کروں گا
جس وقت نظر آئے گا صحرائے مدینہ

بے طور ستاتا ہے غمِ فرقتِ طیبہ
فرمائیے اب رحم مسیحائے مدینہ

محشر میں تو نیکوں کو سبھی چاہیں گے لیکن
پوچھیں گے گنہگاروں کو آقائے مدینہ

یہ عدل کا مرجع ہے تو ہے صدق کا منبع
سب ڈھونڈ لیا کرتے ہیں ماوائے مدینہ

سیفی ہمیں اوصافِ گل و مُل نہ سناؤ
شیدائے گلستاں نہیں شیدائے مدینہ

ہر ایک مرض کا ہے درماں کہہ لا الہ الا اللہ
ہو جائیگی ہر مشکل آساں کہہ لا الہ الا اللہ

جب خلدِ بریں کا ہے خواہاں اور باغِ جناں کا ہے ارماں
لے جائیگا خود آکر رضواں کہہ لا الہ الا اللہ

ہیں ختمِ رسل غمخوارِ جہاں۔ حامی کوئی ایسا اور کہاں
جاتا ہے کہاں افتاں خیزاں کہہ لا الہ الا اللہ

سیلاب کبھی ہو یا طوفاں۔ یا جوش پہ ہوں باد و باراں
بن جائینگے یہ سب اِک بستاں کہہ لا الہ الا اللہ

واللہ یہ ہے بحرِ عرفاں اور مہبطِ انوارِ یزداں
سب راز اسی میں ہیں پنہاں کہہ لا الہ الا اللہ

جب حق کی رضا کا ہے جویاں۔ رکھنا نہ کبھی دل کو ویراں
کہتا ہے یہی ہر جا قرآں کہہ لا الہ الا اللہ

اُترنے کی جگہ

دولت کیلئے ہے کیوں نالاں۔ اور فکرِ جہاں میں سرگرداں
تجکو نہیں یہ سیفی شایاں کہہ لا الہ الا اللہ

شیون لا الہ الا اللہ
گلشن لا الہ الا اللہ

افضل الذکر مرجعِ عرفاں
مخزن لا الہ الا اللہ

راہِ ایماں کو کرے گا طے
توسن لا الہ الا اللہ

لازمی ہے چراغِ دل کے لئے
روغن لا الہ الا اللہ

تیغِ انکار کا نگہباں ہے
جوشن لا الہ الا اللہ

نعمتِ دو جہاں سے ہے محروم	دشمنِ لا الٰہ الا اللہ
چاہیئے خار رنج و غم کے لئے	سوزنِ لا الٰہ الا اللہ
ہے منور رُخِ محمدؐ سے	معدنِ لا الٰہ الا اللہ

تھام تُو اور خوش رہو سیفیؔ
دامنِ لا الٰہ الا اللہ!

ردیف یائے تحتانی

روضۂ شاہِ عرب کے صدقے ہو کر چاندنی	اللہ اللہ بن گئی ہے مہرِ انور چاندنی
کاش ہم اس وقت ہوتے گنبدِ اقدس کے پاس	اور ایسی ہی وہاں ہوتی منور چاندنی
کون ہے وہ مہروش کس کی ہے اس کو جستجو	رات ہوتے ہی پھرا کرتی ہے گھر گھر چاندنی
آپ کے رخسارِ روشن کا وہ پرتو ہی تو ہے	کہتے ہیں سب لوگ جس کو نورِ گستر چاندنی
اور بھی ظلمت سے دم گھٹتا ہی جب چھپتا ہی چاند	کاش رہتی فرقتِ احمدؐ میں شب بھر چاندنی
سایۂ قدِ مقدس کا پتہ اب کیا ملے	روئے انور چاند ہے جسمِ منور چاندنی
تیری رحمت کے تصدق مجھ سے عاصی کیلئے	بن گئی ہے حدتِ خورشیدِ محشر چاندنی
عکس طیبہ کے مکانوں کا ہے یا تارے ہیں یہ	یا چڑھائے لائی ہے پھولوں کی چادر چاندنی

سیفیؔ شیریں سخن یادِ مہِ طیبہ میں آج
کیا مزہ دیتی ہے ہم کو چاندنی پر چاندنی

خود سحر کو قربِ شافعِ محشر سے کیا ملے	رشتے کو ہم نشینیٔ گوہر سے کیا ملے

بوجہل رشتہ دارِ پیمبر تو تھا مگر	اندھے کو جلوۂ مہِ انور سے کیا ملے
مانا کہ ہے گلوں سے زمینِ چمن نہال	قسمت ہی میں نہ ہو تو کدیور سے کیا ملے
جو اپنی عقل ہی کو سمجھتا ہے عقلِ کُل	ایسے کو کوئی فیض کسی در سے کیا ملے
پانی وہیں ہو جمع جہاں کچھ نشیب ہو	بد باطنوں کو مرشد و رہبر سے کیا ملے
جب آستانِ پاک محمد سے دور ہوں	پھر مجکو میرے ناصیۂ و سر سے کیا ملے
ہے مطمئن کے حق میں یہ مٹی بھی فرشِ گُل	وحشت زدہ کو نرمیٔ بستر سے کیا ملے
جب اُمتِ نبی کے لئے ہی نہ ہو مفید!	اے چرخ تجکو اس ترے چکر سے کیا ملے
فکرِ جہاں ہو ذکرِ خدا کے عوض اگر	اِس وضع کی نمازِ ستمگر سے کیا ملے
حکمِ نبی سے عشق نہیں اور نبی سے ہے	پیاسے نہ ہوں تو چشمۂ کوثر سے کیا ملے

سیفی نبی کے وصف میں اچھی غزل کہو
ناقص ردیف قافیہ تر سے کیا ملے

مدینہ ہے یہ، شانِ رحمت یہیں ہے	رسالت یہیں ہے، نبوت یہیں ہے
جہاں ساری دُنیا کے سر ہوتے ہیں خم	وہ دربارِ رُشد و ہدایت یہیں ہے
درخشاں رہے جس کی ضَو تا قیامت	وہ مہرِ جہاں تابِ ملت یہیں ہے
دلِ مضطرب مطمئن ہو گیا ہے	جسے ڈھونڈتے تھے وہ راحت یہیں ہے
بہر حال ہر شخص کی خیر خواہی	مگر مادرانہ محبت یہیں ہے
نہیں کوئی سرکار دنیا میں ایسی	تمنا و ارمان و حسرت یہیں ہے
قیامت میں جو دل کو تسکین دے گی	وہ دولت یہیں ہے وہ ثروت یہیں ہے
ادھر آؤ اے تشنہ کامانِ اُلفت	برستا ہوا ابرِ رحمت یہیں ہے

بہت گشت کی، تھک گیا، اب ٹھہر جا
چھلکتا ہوا جامِ شفقت یہیں ہے

دلِ زار پاتا ہے تسکیں اس جا
ہر اک دردِ وحشت کی صحت یہیں ہے

مرادیں یہاں کیوں نہ بر آئیں سیفی
مسافر نوازی کی عزت یہیں ہے

اشعارِ نعت میں یوں میرے دہن سے نکلے
جس طرح بھینی بھینی خوشبو چمن سے نکلے

طیبہ کے سیر ہی کی اک دل میں آرزو ہے
امید یہ بھی شاید چرخِ کہن سے نکلے

اب فرقتِ مدینہ دوبھر ہے یا الٰہی؛
یہ آرزو بر آئے یا جان تن سے نکلے

کوتاہیٔ عمل سے نادم بہت ہیں لیکن
حضرت ہی کی بدولت شر و فتن سے نکلے

جب رخ سے بال سر کے بولا یہ حسن بڑھ کر
دو آفتاب رخشاں اک دم گہن سے نکلے

حائل ہوئی ہے دنیا کیا کارِ عاقبت میں
رہبر جنہیں بنایا وہ راہ زن سے نکلے

گلزار بن گیا ہے دل میں خیالِ طیبہ
اشعار پھول بن کر میرے دہن سے نکلے

حضرت ہم آپ ہی کے الطاف کی بدولت
درد و الم سے چھوٹے رنج و محن سے نکلے

سیفی ہے کون ایسا جو تجھ کو بخشوائے
نکلے تو کام تیرا شاہِ زمن سے نکلے

خدا اور رسولِ خدا کہتے کہتے
نکل جائے دم مصطفیٰ کہتے کہتے

الٰہی میں اٹھوں کل اپنی لحد سے
اغثنی شفیع الوریٰ کہتے کہتے

گروں پاؤں پر آپ کے حشر کے دن
میں اپنا دلی مدعا کہتے کہتے

پہنچ جائیں گے ہم مدینہ کو اک دن
اب اے دل نکل مصطفیٰ کہتے کہتے

اگر رحم آیا نہ اس آسماں کو
زباں تھک گئی ماجرا کہتے کہتے

یہی آرزو اور یہی ہے تمنا — کہ ہو خاتمہ مصطفےٰ کہتے کہتے
اِدھر آ! کہینگے جب آئیگی اُمت — ہمارے شفیع الورا کہتے کہتے
منور ہے خورشید روئے نبی سے — رکیں کیوں نہ ہم مہ لقا کہتے کہتے
الٰہی کب آئیگا وہ دن کہ دوڑوں — یہ ہے روضۂ مصطفےٰ کہتے کہتے
مری بیقراری کو خیر الورا سے — نہ رُکنا کبھی اے صبا کہتے کہتے

مری عمر ساری گزر جائے سیفی
ثنائے شہِ انبیاء کہتے کہتے

دیکھکر خورشید خوش منظر بھی اک حیرت میں ہے — اللہ اللہ کیسی رونق عارضِ حضرت میں ہے
خوفِ محشر اُس کو ہے جو دوسری ملت میں ہے — وہ تو بخشا جائیگا جو آپ کی اُمت میں ہے
گر مدینہ کی زیارت واعظو قسمت میں ہے — دیکھنا نقشہ یہاں کا ہو بہو جنت میں ہے
پر مجھے دیدے کہ اُڑ جاؤں مدینہ کی طرف — اے مرے اللہ یہ سب کچھ تری قدرت میں ہے
میری بیتابی پریشانی ندامت دیکھکر — ہنس کے رحمت نے کہا تو کس لئے دہشت میں ہے
زندگی بھی زندگی ہے اے مرے پروردگار — دیکھنا حضرت کے روضہ کا اگر قسمت میں ہے
جان و دل سے کیوں نہ چاہیں احمدِ مختار کو — بہتری دارین کی اک آپ کی چاہت میں ہے
میں کہاں جاؤں شہِ ابرار کا در چھوڑ کر — مل رہیگا وہ یہیں جو کچھ مری قسمت میں ہے

گو سزا وارِ جہنم اور عاصی ہے مگر
یا رسولَ اللہ سیفی آپ کی اُمت میں ہے

ہاتھ اُس کے ہی نہ کیوں حشر کا میدان رہی — مصطفےٰ پر جو دل و جان سے قربان رہے
وہ بھی کچھ جان ہے تجھ پر نہ جو قربان رہی — وہ بھی کچھ دل ہے نہ جس دل میں ترا دھیان رہے

ل چمک۔ زیبائش
ے باغ۔ سبزہ زار حجاز/ بزرگان دین کی تربت اور اس کا احاطہ
ے گنبد یا چبوترہ
ے فدائی۔
ے بلا گردان۔

حشر ہو، نشر ہو، یا زندہ رہوں، یا مردہ
مرے سرکار میں ہر وقت مری جان رہے

موت اُس وقت مجھے آئے الٰہی جس دم
آنکھوں میں روئے نبی سینہ پہ قرآن رہے

میں یہ سمجھوں کہ ہے سب سے مری قسمت اچھی
نزع کے وقت محمد کا اگر دھیان رہے

دوزخی سمجھے ہوئے تھے مجھے زاہد لیکن
بخشوانے کو ترے دیکھ کے حیران رہے

شہِ بطحےٰ کی حمایت کا بھروسا یہ تھا
ہم کسی سے بھی نہ دب کر سرِ میدان رہے

کچھ رہے یا نہ رہے دولتِ دنیا سے مگر
آپ کا عشق مرے سینہ میں ہر آن رہے

دین و دنیا میں گزر جائے گی توقیر کے ساتھ
آپ کا لطف اگر میرا نگہبان رہے

آکے فردوس سے کیا خاک رہے دنیا میں
اگر اس گلشنِ طیبہ میں نہ مہمان رہے

واہ کیا سوجھی ہے سیفی کو بھی یہ وقتِ اخیر
کہہ رہا ہے کہ سلامت مرا ایمان رہے

گرہ

آتی ہے صدا یہ دہنِ زخمِ جگر سے
حضرت مجھے بھی دیجئے اب تارِ نظر سے

تصویر ہی گر آپ کی مل جائے لگا لوں
آنکھوں سے کلیجے سے دل و جان و جگر سے

آتے ہی خیالِ چمنستانِ مدینہ
بے ساختہ اک آہ نکلتی ہے جگر سے

حضرت بنظرِ رحم کہ سب آئیں مدینہ
اور آپ کا یہ خادمِ ناچیز ہی ترسے

کیوں پیری سے گھبرائیں نہ ابنائے زمانہ
عاشق ہی تو ڈرتے ہیں شبِ وصل سحر سے

جب امتِ سرکارِ مدینہ کا نہیں غم
پھر اشک نکل آتے ہیں کیوں دیدۂ تر سے

کیا خاک نظر آئیں گے اندھے کو تارے
پوچھے کوئی اوصافِ نبی اہلِ نظر سے

پروا نہیں ہے اپنے ہی انجام کی جگنو
واقف ہوں وہ کس طرح مرے دردِ جگر سے

جب بادۂ توحید کے سرمست ہیں سیفی

۱۔ اٹھنا بیٹھنا
قیامت ۲
۳۔ پھیلانا جیسے
فاش کرنا
خوشبو مجازاً
زندگی ہے وہ شخص
جس کو دنیا کی
رغبت نہ ہو
پرہیزگار
عزت سے
جان رنج
۱۰-۱۱-۱۲

کیوں بے خبری ہم کو نہ ہو اپنی خبر سے

کاکلِ شبگوں رُخِ احمد سے تاباں ہوگئے
دوسرا یہ گل کھلا۔ گلریز۔ ریحاں ہوگئے

شرع کے ہر حکم میں سو نفع پنہاں ہیں مگر
اپنے ہاتھوں آپ ہم دشمن کے ارماں ہوگئے

ظلمتِ کنجِ لحد جب بن گئی سوہانِ جاں
داغِ ہجر مصطفےٰ پھر درخشاں ہوگئے

آج پھر حُسنِ ملیحِ مصطفےٰ یاد آگیا
پھر مرے زخمِ جگر رشکِ نمکداں ہوگئے

اپنی غفلت سے نہ باز آیا مرا دل آج تک
عازمِ طیبہ زیارت سے بھی شاداں ہوگئے

مطلبِ صبر و قناعت ہائے سمجھا بھی تو کب
جب غمِ جانکاہِ دنیا سوہنِ جاں ہوگئے

مدحِ احمد ہی و فورِ غم میں اِک ہمدرد ہے
دل کے بہلانے کو لختِ دل گلستاں ہوگئے

کیوں نہ ممنونِ محمد ہو ہر اک جویائے حق
جسقدر مشکل مسائل تھے وہ آساں ہوگئے

ایسے مسلم بھی کبھی تھے جن کے فیضِ عام سے
مسجدیں آباد اور بتخانے ویراں ہوگئے

اِن کی ہمدردی کی دنیا بھر میں کل تک دھوم تھی
یا الٰہی کینہ جواب کیوں مسلماں ہوگئے

خوف کیا۔ سیفیؔ! مضامینِ رُخ و خالِ نبی
آپ کی شیریں کلامی کے نگہباں ہوگئے

الفت میں محمد کی یہ بے بصری کیوں ہے
آنکھوں سے مری پنہاں اُخنگری کیوں ہے

مژگانِ محمد کی، کچھ دل میں کھٹک ہوگی
ورنہ مری آنکھوں میں بے وجہ تری کیوں ہے

برسوں سے تڑپتا ہوں طیبہ کی زیارت کو
حضرت! مری آہوں میں یہ بے اثری کیوں ہے

کیا آپ کی رحمت سے عصیاں مرے بڑھکر ہیں
ابتک مری قسمت میں آشفتہ سری کیوں ہے

میں نے تو بہت کوشش کی نفس کشی میں بھی
معلوم نہیں۔ ابتک یہ شاخ ہری کیوں ہے

کیا روزِ ازل اُس نے جلوہ نہیں دکھلایا
پھر حضرتِ موسیٰ کی یہ جامہ دری کیوں ہے

۱ گونا گوشہ
۲ نمکین۔ مجازاً گندمی رنگ۔
۳ ارادہ کرنے والا
۴ حق۔ خال کو سپند سے بھی تشبیہ دیا کرتے ہیں۔
۵ گناہ قصور
۶ خطا۔ ۷ کبیرہ
۸ ... بکسر
۹ بفتح ... فصیح

شیدائے نبی کو بھی کچھ خوف ہے کیا سیفی
یوں فکر تجھے کل کی اے مردِ جری کیوں ہے

غمِ طیبہ میں مصیبت سے گزر ہوتی ہے
کبھی حضرت کو بھی کیا اس کی خبر ہوتی ہے

بے نقاب آئیں نہ میدانِ قیامت میں حضور
آپ کے چہرۂ انور کو نظر ہوتی ہے

یادِ زلف و رُخِ احمد میں نہیں یہ بھی خبر
شام ہوتی ہے کدھر صبح کدھر ہوتی ہے

دل بہل جاتا ہے کچھ دیر جو رو لیتا ہوں
مہربانی تری اے دیدۂ تر ہوتی ہے

عشقِ احمد کے سوا سینہ میں رکھا کیا ہے
پرسشِ حشر بھی ہونے دو اگر ہوتی ہے

کسی مہجورِ مدینہ ہی سے کوئی پوچھے
کس مصیبت سے شبِ غم کی سحر ہوتی ہے

چین کیا آئے گا جب تک نہ مدینہ پہنچوں
رات دن رونے ہی رونے میں بسر ہوتی ہے

خلد لے جا نہ مدینے سے ہمیں اے اللہ
اپنی اس جا ہی پہ کچھ خوب بسر ہوتی ہے

جب دعا ہی کی اجابت سے ہے سیفی ان بن
آہ میری کہیں ممنونِ اثر ہوتی ہے

جینے نہ دے گا یہ دلِ درد آشنا مجھے
پھر بھیج دے مدینہ کو میرے خدا مجھے

جب سے ملا ہے اک دلِ قبلہ نما مجھے
ہر وقت ہے خیالِ شہِ انبیاء مجھے

سو جان سے ہوں حضرتِ شبیر کا غلام
اپنا کہیں گے کیوں نہ شہِ دوسرا مجھے

مجھ سے گناہ گار کا حامی بنے گا کون
بھولیں نہ آپ شافعِ روزِ جزا مجھے

جنت کی آرزو ہے نہ فردوس کا خیال
اپنا کہیں تو بس ہے رسولِ خدا مجھے

طیبہ میں جان اور تنِ مضطرب یہاں
پھرتی ہے ڈھونڈتی ہوئی میری قضا مجھے

محرومیِ زیارتِ بطحا ہے جاں گسل
اے سرنوشت کیوں نہ ہو تجھ سے گلہ مجھے

سیرِ مدینہ خانۂ عزلت[۱] میں ہو نصیب — وہ دل وہ آنکھ دے مرے پیارے خدا مجھے

سیفیؔ غلامِ شیفتگانِ نبی ہوں میں
منظور شاعری سے ہے اُن کی رضا مجھے

رہنے بھی دو حضور رہیں جبہ سا[۲] مجھے — بس آپ ہی کے در کا رہے اک آسرا مجھے
میں کیوں نہ مدح ساقیِ کوثر کیا کروں — اللہ نے اسی لئے پیدا کیا مجھے
لے لے گی اپنے دامنِ رحمت میں روزِ حشر — بخشائش و شفاعتِ خیر الوریٰ مجھے
گو معصیت میں آپ ہی اپنا جواب ہوں — لیکن سنبھال لیں گے شفیع الوریٰ مجھے
دامن میں اپنے شافعِ محشر اگر نہ لیں — رسوا کرے گا خوب ہی میرا کیا مجھے
غفلت اگر نہ رہتی شریعت کے حکم سے — کیوں سہنے پڑتے یہ ستمِ ناروا مجھے

شکوہ ہے چرخ کا نہ شکایت ہے غیر کی
جو کچھ بھی ہے مجھی سے ہے سیفیؔ گلہ مجھے

سدرہ[۳] مقام اِن کا روح الامیں[۴] کہاں کے — احمد ہی جانتے ہیں سب رازِ لامکاں کے
صحرائے لق و دق[۵] ہے ناقہ[۶] کا رنگ فق ہے — بدلے حدی کے نالے ہوتے ہیں ساربان کے
دشوار منزلیں ہیں قزاق جابجا ہیں — للہ کچھ مدد کر سالارِ کارواں کے
ہر شئے یہ بول اُٹھی حضرت کو دیکھتے ہی — واللہ آپ ہی ہیں مختار دو جہاں کے
ہم پرسشِ لحد سے گھبرائیں اس قدر کیوں — دل سے غلام جب ہیں مخدومِ انس و جاں کے
آنکھیں درِ جگر پر کب سے لگی ہوئی ہیں — یارب وہ رشکِ یوسف اک بار اور جھانکے

ہم جو کچھ اب کہیں گے حضرت ہی سے کہیں گے
احسان کیوں اٹھائیں سیفیؔ رازداں کے

[۱] گوشہ نشینی دنیا چھوڑ کر بیٹھنا
[۲] پیشانی رگڑنے والا۔
[۳] بکسر سین آسمان ہفتم پر بیری کا ایک درخت ہے جس کو سدرۃ المنتہی بھی کہتے ہیں۔ اس مقام سے جبریل علیہ السلام آگے نہیں بڑھ سکتے ہیں
[۴] روح جبریل علیہ السلام کا نام اور امین خطاب ہے
[۵] ایسا چٹیل میدان جس میں گھاس نہ ہو
[۶] ناقہ اونٹنی سے تھکے ہوئے
اونٹوں کو ... کا نا جس سے ... وحشت ...

مدینہ ہی کی بستی، بستیوں میں ایسی بستی ہے
جہاں آٹھوں پہر اللہ کی رحمت برستی ہے

مدینہ ہی کی بستی، بستیوں میں ایسی بستی ہے
زیارت جسکی جنت کے عوض بھی ہو تو سستی ہے

منور دوسرا اس سے ہیں اور اس سے فقط دنیا
رخِ احمد کے آگے چاندنی بھی کوئی ہستی ہے

بھنے جاتے ہیں تپتی ریت پہ اور کلمہ پڑھتے ہیں
اے عشقِ محمدؐ کی بھی مستی کیسی مستی ہے

مرے آقا مری آنکھوں کی بارش دیکھ تو لینا
برستی ہے تو یہ کس رنگ سے آخر برستی ہے

دعا فرمایئے حضرت کہ اس شہر سے بچے امت
کہیں مرشد پرستی ہے کہیں تربت پرستی ہے

اگر ثابت قدم ہوں سامنے گلزارِ بطحے سے
نہ کہہ تو مجھسے پھر اے دل کہ بے حد تنگدستی ہے

الٰہی بخش دے ، نادم نہ ہو تو کیا دلِ غافل
کہاں طاقت سزاؤں کی مگر یہ فاقہ مستی ہے

خیالِ عاقبت کیا خاک آئے حبِ دنیا میں
وہ پانی مانگتا کب ہے یہ ناگن جسکو ڈستی ہے

کہاں ہر شخص کے ایسے مقدر جو مشرف ہو
مدینہ کی زیارت کو تو اک دنیا ترستی ہے

تمنائے مدینہ کا مچلنا دیکھ کر **سیفی**
ادھر تدبیر روتی ہے ادھر تقدیر ہنستی ہے

مضطرب دل جاں پریشاں اور لب پر ہائے ہے
آرزوئے سیرِ طیبہ یوں مجھے تڑپائے ہے

فکرِ دنیا جان، رنجِ عاقبت دل کھائے ہے
پھول یہ کمہلائے ہے اور وہ کلی مرجھائے ہے

جانتا ہوں میں ہی کچھ لطفِ فراقِ مصطفٰے
اے غمِ دنیا نکل، تو کیا مجھے سمجھائے ہے

رحم کچھ فرمایئے حضرت کہ شرمِ معصیت
جان میری کھائے ہے اور دل مرا ربائے ہے

مستعد ہوں طیبہ جانے کو مگر سرکار سے
کس کی یہ قدرت کہ پوچھے آپکی کیا رائے ہے

امتِ مرحومہ کو اعدائے کر ڈالا ہے تنگ
لو خبر یا مصطفٰے اب یہ کنول مرجھائے ہے

کیوں چھپا پھرتا ہے خورشیدِ منور ابر میں
کیا گلستانِ مدینہ دیکھکر شرمائے ہے

ر اس زمانہ میں ایسی ردیف مشترک ہے لیکن آج سے نہیں سال پہلے مشترک نہ تھی اور مدارچی سلیم کو عجیب معلوم ہوئی اسلئے اسوقت لکھی گئی ۔ محمد ان غالب ہے کہ اہل ذوق پسند فرمائینگے
ہوگا آمادہ ۔ سر
عدو کی جمع دشمن ۔

آپ کی تیغِ شجاعت کے کرشمے دیکھکر ... یہ عجم بے چارہ کیا تھے چرخ بھی تھرائے ہے

میری تنہائی ستائے مجکو **سیفی** کس طرح
نعتِ سرکارِ دو عالم دل مرا بہلائے ہے

نہ جاؤں گا میں آپ کے در سے خالی ... یہ سرکار عالی ہے، سرکار عالی
خدا و خدائی کے محبوب تم ہو ... شریعت کے رہبر، طریقت کے والی
جو ٹھوکر سے مُردوں کو کرتے ہیں زندہ ... انھیں کب اجیرن ہیں ہم سے سوالی
مرادوں کے پھولوں سے دامن کو بھردو ... گلستانِ بخشش کے ہیں آپ مالی
تمہارے قدم چوم کر ختم ہوگی ... اگر عمر میری ہے تقدیر والی
دکھائیگا جب مجکو بغداد اللہ ... پکڑ لوں گا میں تیرے روضہ کی جالی
کیوں آزردہ بغداد سے کوئی آئے ... مُسلّم ہے جب آپکی خوش خصالی
عنایت ہو یکسوئیِ قلب مجکو ... طبیعت مری ہے بہت لااُبالی
اگر آپ کی دستگیری نہ ہوگی ... مری جان لے گی مری بے کمالی
مہِ پُر ضیا جس کو کہتی ہے دُنیا ... وہ ہے آپ کا ایک عکسِ جمالی
محلِ رضائے الٰہی ہے جنت ... اور اِس باغِ دلکش کے ہیں آپ مالی

گنہگار **سیفی** پہ اب کچھ کرم ہو
وہ بے حد ہراساں ہے سرکارِ عالی

مصرعِ اولیٰ ... لئے خسرو انس و جن دیدہ وری
اسی شوق کی دل میں ہے جلوہ گری

رہے قلب میں آپکی چاہ بھری ... ثانی ... اور پیشِ نظر احمد نگری
سرکارِ دو عالم کی اُلفت ... ہے منتظرِ نظرِ رحمت
دیدارِ نبی کی ہے حسرت ... رہے بار خدا یہ شاخ ہری

مری لینا خبر مرے پیارے نبی	مری جاں کس آفت میں ہے پھنسی
مجھے بھولے سے ہلنے نہیں دیتی	افسوس مری بے بال و پری
اے کشتۂ تیغِ حرص و ہوا	اے عالمِ فانی کے شیدا
کیوں تجکو نہیں فکرِ عقبیٰ	کب تک یہ رہے گی بے خبری
ہر رنگ ترا ہے اِک دشمن	ہر ڈھنگ ترا ہے اِک رہزن
کیا کیا نہ دکھائے گی رنج و محن	اے نفس تری یہ فتنہ گری
کوتاہ نظر اور بد باطن	گو سمجھے ہوئے ہیں ناممکن
کیا ہوگا خدا کے پاس کٹھن	یہ معجزۂ شق القمری
افکارِ جہاں سے پریشاں ہوں	ادبار کے ہاتھوں حیراں ہوں
مرہونِ جفائے عزیزاں ہوں	حضرت کب تک یہ کم نظری
جب اے بخشندۂ فتح و ظفر	نہ ہو تیرے سوا کوئی داور
اور شافعِ محشر ہوں یاور	کیوں میری دعا میں بے اثری
یہ بات بہت ہی ہے اچھی	ہمت کا خدا ہے بڑا حامی

کچھ دور نہیں طیبہ سیفی
بن جاؤ اگر تم مرد جری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

اے کردگار بندۂ ناچار ہوں تیرا	دلگیر نامراد و گرفتار ہوں تیرا
مجھ کو کسی سے کیا کہ خطاوار ہوں تیرا	بیمار بھی اگر ہوں تو بیمار ہوں تیرا

اللہ بخش دے کہ گنہگار ہوں تیرا

مُطلق مریض میں ہوں تو مطلق حکیم ہے	تجھ سے وقارِ رحم ہے اور تو رحیم ہے
تیرا کرم اکرم بھی ہے اور تو کریم ہے	زیبا تجھی کو حلم ہے اور تو حلیم ہے

اللہ بخش دے کہ گنہگار ہوں تیرا

میں اک نیاز مند ہوں! تو بے نیاز ہے	بے چارہ میں ہوں تو ہی فقط چارہ ساز ہے
بندہ ترا ہوں اور تو بندہ نواز ہے	ستار ہے! غفور ہے! رحمت طراز ہے

اللہ بخش دے کہ گنہگار ہوں تیرا

تیرے سوا تو کوئی مرا ہمنشیں نہیں	بھولے سے بھی خیال دمِ واپسیں نہیں
لاکھوں گناہ کر کے بھی دل شرمگیں نہیں	دنیا میں مجھ سا عاصی و خاطی کہیں نہیں

یہ بکر کاف صد اکا لکم سے آزاد و بے قید کو دونوں کو زیب و صورت لیکن علم سے عطا کو زیور نقش و نگار یعنی رحمت کو آراستہ فرمایا والا ہے اور دوسرے کے ساتھ مخالف کی تو ہو گیا گنہگار۔

اللہ بخش دے کہ گنہگار ہوں تیرا

مانگوں کسی سے، اور تجھے میں خدا کہوں — ممکن یہ جب نہیں ہے تو میں اور کیا کہوں
فریاد رس ہے کون جسے مدعا کہوں — مرجاؤں دوسرے کو جو حاجت روا کہوں

اللہ بخش دے کہ گنہگار ہوں تیرا

رحم و کرم کو تیرے کہاں امتیاز ہے — بدکار کو بھی تیری ہی رحمت پہ ناز ہے
میں کیا ہوں، اور کونسی میری نماز ہے — تیرا کرم ہو جس پہ وہی سرفراز ہے

اللہ بخش دے کہ گنہ گار ہوں تیرا

پیسہ کے سب تھے اب تو کوئی ہم عناں نہیں — اہلِ غرض یہ واقفِ دردِ نہاں نہیں
رازِ دروں کا ایک بھی تو راز داں نہیں — تیرے سوا کہیں مجھے امن و اماں نہیں

اللہ بخش دے کہ گنہ گار ہوں تیرا

دل میں مرے گزر ہی نہیں ہے عناد کا — مجھ پر نہیں ہے بار حقوق العباد کا
قابو رہا مجھی پہ دلِ بدنہاد کا — اس واسطے خیال نہ آیا معاد کا

اللہ بخش دے کہ گنہ گار ہوں تیرا

مرہونِ حرص و آزدلِ حقہ باز ہے — بدنفسیٔ جگر کا تو قصہ دراز ہے
المختصر کہ معصیتِ جانگداز ہے — اب تو ہی دستگیر ہے بندہ نواز ہے

اللہ بخش دے کہ گنہ گار ہوں تیرا

افکارِ دلِ فگار کی تاب و تواں نہیں — یارا ہے کج ادائی اہلِ جہاں نہیں
مجھ میں تو کوئی اہلیتِ امتحاں نہیں — سیفیؔ کو بخشنا بھی تو تجھ پر گراں نہیں

اللہ بخش دے کہ گنہ گار ہوں تیرا

۱۔ ہمراہ، رفیق
۲۔ کپٹ، دشمنی
۳۔ حقوق، حق
۴۔ جمع عباد و عبد
۵۔ جمع عدوان
۶۔ سوز، بدباطن
۷۔ بدطبیعت
۸۔ بغض، کینہ
۹۔ بازگشت، عالم
۱۰۔ آخرت
۱۱۔ کیا ہوا، حرص
۱۲۔ مکار، عیار
۱۳۔ گنہگاری
۱۴۔ جو جان کو فنا
۱۵۔ کرنے والی
۱۶۔ قوت، طاقت
۱۷۔ زیر، اوپر
۱۸۔ زبر کے ساتھ
۱۹۔ بار، بھاری

تضمینِ کلام مولانا جامی رح

از دلِ غم آفریں اندوہ و آہ آوردہ ام
قصۂ خوں ریز از حالِ تباہ آوردہ ام
قطرہ از بحر چوں ابرِ سیاہ آوردہ ام
یا شفیع المذنبیں کوہ گناہ آوردہ ام
بر درت ایں بار، با پشتِ دوتا آوردہ ام

اے امیدِ درد منداں اے شہِ جن و بشر
اے شفیقِ عاصیاں اے نور بخشِ بحر و بر
ساری دنیا کی نظر ہے آپ ہی کے رحم پر
چشمِ رحمت برکشا، موے سفیدِ من نگر
گرچہ از شرمندگی، روے سیاہ آوردہ ام

نیک ہوں یا بد، سبھی کے آپ ہیں مشکلکشا
جاؤں بھی تو، میں کہاں اب اے شہِ روزِ جزا
کیا کوئی ہے اور بھی در آپ کے در کے سوا
گرچہ روے معذرت نگذاشت گستاخی مرا
کردہ گستاخی زبانِ عذر خواہ آوردہ ام

پست ہمت ہو گیا ہے قلبِ ہمت آفریں
دولتِ ایماں کے دشمن بنے ہیں مہ جبیں
عیش و عشرت کی تمنائیں ہیں مارِ آستیں
دیو رہزن در کمیں نفس و ہوا اعداے دیں
زیں ہمہ با سایۂ لطفت پناہ آوردہ ام

حال مجھ بدکار کا معلوم ہے سب آپ کو
کونسی خوبی ہے مجھ میں اے شہِ والا کہو
گو رہا ہوں عمر بھر سرکار ہی کا مدح گو
من نمی گویم کہ بودم سالہا در راہ تو
ہستم آں گمرہ کہ اکنوں رو براہ آوردہ ام

عشقِ احمدؐ اور سیفیؔ جو گناہوں میں ہے فرد
یہ سیہ رو تو نہیں ہے ہاے اس میداں کا مرد
حضرتِ جامی ہی کہہ سکتے ہیں یہ بارو زرد
عجز و بیخویشی و درویشی و دلریشی و درد
ایں ہمہ بر دعوے عشقت گواہ آوردہ ام

ماتم عیش

گل وگلزارِ مسرت کو لٹا بیٹھے ہیں
عیش و آرام کے اسباب گنوا بیٹھے ہیں

مدتوں جس کو کلیجے سے لگا رکھا تھا
اپنے ہاتھوں اسے مٹی میں چھپا بیٹھے ہیں

لٹ گیا قافلہ آج اپنی تمناؤں کا
ہیں گھیرے ہوئے اب اہلِ عزا بیٹھے ہیں

دیکھ کر جانِ پریشاں کا تڑپنا مٹنا
خود بھی رو بیٹھے ہیں دلکو بھی رلا بیٹھے ہیں

عیش کو دیکھتے ہی رنج والم کہتے ہیں
بے وفا آنہ یہاں اہلِ وفا بیٹھے ہیں

کیا زمانہ کی ہوائیں ہیں خدا کی قدرت
جو نہ ہوتے تھے جدا اب وہ جدا بیٹھے ہیں

جو کبھی دیکھ نہ سکتے تھے مجھے آزردہ
آج میں چیخ رہا ہوں وہ خفا بیٹھے ہیں

نہ سنبھلنا تھا نہ سنبھلا دلِ بیمار افسوس
کر کے ہر ایک دعا اور دوا بیٹھے ہیں

وجہِ تسکین دلِ زار ہے یادِ دلبر
بند آنکھیں ہیں تصور کو جما بیٹھے ہیں

چارۂ کار مشیت میں خدا کی کیا ہے
دل سے سوسے ہوئے راضی برضا بیٹھے ہیں

ایک ہم ہیں کہ نہیں آہ و بکا سے فرصت
ایک وہ ہیں کہ مکاں اپنا سجا بیٹھے ہیں

کیا گلہ کیجئے غیروں کی دغا بازی کا
جان لینے کیلئے جب رفقا بیٹھے ہیں

پاسِ دولت انہیں ہوگا کہ لحاظِ الفت
شرم و ایمان سے جو ہاتھ اٹھا بیٹھے ہیں

مدعی اپنی صداقت کے ہیں اغیار مگر
دو درم کے لئے ایمان گنوا بیٹھے ہیں

دل لگی سوجھ رہی ہے ستم ایجادوں کو
اور ہم ہیں کہ گرفتارِ بلا بیٹھے ہیں

شاد ہوتے ہیں تو ہونے دو ستا کر ظالم
ہم تو بس منتظرِ روزِ جزا بیٹھے ہیں

کوئی خواہش نہ کسی بات کی کوئی کوشش
اب تو **سیفی** متوکل بخدا بیٹھے ہیں

انجام عیش

ملنے کی آس ہو تو نہ دل کو منائیں ہم
خود روئیں اور سارے جہاں کو رلائیں ہم

طوفانِ نوح قلبِ حزیں میں ہے موجزن
رونے کو بیٹھ جائیں تو دریا بہائیں ہم

افسانہ الم کے کرشموں کو کیا کہیں
رونا تو خیر۔ غیر کو ہنس کے رلائیں ہم

کیوں دوڑ کر گریں نہ تصور میں یار کے
نشا یہ ہے کہ اُن کو گلے سے لگائیں ہم

ہر ایک کی تڑپ کا نظارہ ہے خونچکاں
سمجھائیں دل کو ہم کہ جگر کو منائیں ہم

ہمدردِ غم تصورِ جاناں سہی مگر
کس کو وفورِ غم میں گلے سے لگائیں ہم

پھولوں کی اِک مہک تھی کہ آئی چلی گئی
کس جا کریں تلاش کہاں اسکو پائیں ہم

دامن پکڑ کے روکنے والے نہیں رہے
اب کیا غرض کسی کو جہاں چاہیں جائیں ہم

لاکھوں گلے ہیں اور ہر اک پُر خلوص ہے
لیکن سُنا سُنا کے کسے اب سنائیں ہم

اب زندگی میں لطف بھی کوئی ہے چارہ گر
اے کاش طیبہ جا کے یہاں پھر نہ آئیں ہم

سیفی کسی خوشی پہ بھروسا نہیں رہا
دنیا سے کس اُمید پر اب دل لگائیں ہم

باقی افسوس

ہو گیا تکیۂ کلام افسوس
خوش دلی کیوں نہ ہو حرام افسوس

آخر آہی گیا غمِ فرقت
کسقدر کی نہ روک تھام افسوس

ہو گئی بے چراغ بزمِ طرب
نہ رہا حسنِ لالہ فام افسوس

کیوں نہ سر پیٹ لیں تمنائیں
جب نہ ہوا اپنا خوش خرام افسوس

دلِ غمگیں کیا تڑپتا ہے
یاد آتے ہی تیرا نام افسوس

زخم کاری ہے ہجر جاناں کا
نہیں امیدِ التیام افسوس

رک گیا ضعف سے گلے میں دم
رہ گیا شوق نا تمام افسوس

قاصدِ خواب کیا کہوں تجھ سے
مجھ پریشاں کا ہے پیام افسوس

کون کہتا ہے قبر سونی ہے
حسرتوں کا ہے اژدحام افسوس

وہ نہ آئیں تو ہم ہی جائیں گے
زندگی ہے برائے نام افسوس

کوئی روئے کہ سر کو ٹکرائے
اب انھیں کیا کسی سے کام افسوس

شاہِ دیں سب گئے مدینے کو
رہ گیا آپ کا غلام افسوس

آنے والے الم کی اے سیفی
کس سے ممکن ہے روک تھام افسوس

فہرست دیوان نعتیہ سیفی سبحانی موسوم بہ نعتستان

اظہار حقائق

(۱) رسولِ انام علیہ التحیۃ والسلام کی مدح اور مسروقہ مضامین؟ شفیع المذنبین کی ثنا اور از راہِ مسابقت شعر گوئی؟ نعوذ باللہ منہا!۔

بہ تقاضائے موزونیت طبع بارہ چودہ سال کی عمر سے شعر گوئی کا چسکا ہے۔ بزرگوں کے مشائخ اور خاندانی تعلیم و تربیت فقیرانہ ہونے کی وجہ طبیعت نعت کی جانب زیادہ مائل تھی۔ اسلئے کسی خیال کے بغیر جو قصیدے اچھے معلوم ہوئے انہی کی ردیف و قافیہ میں شعر کہہ دیئے گئے ایسے تمام قصائد ۱۹ یا ۲۰ سال سے کم عمر کے زمانے کے ہیں ستائیس سال ہوئے کہ میرا نعتیہ کلام کتاب کی شکل میں شائع ہو رہا ہے یہ پانچویں اشاعت ہے اور میری عمر کم و بیش ۴۶ سال۔

(۲) سرورِ کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ کے فضائل لاتحد و د۔ مگر القاب و اسماء مشہور و معدود اور مسلمانوں کے لئے بمنزلہ اور اد و وظائف ہونے کی وجہ توارد کا اندیشہ دامنگیر ہے۔ حتی الوسع بچنے کی سعی کی گئی ہے لیکن کہیں ایسا احتمال ہو تو مجبوریوں کا لحاظ فرمایا جائے۔

(۳) کد و کاوش اور فکرِ بلیغ سے مضامین فراہم کر کے شعر کہنا ایک علیحدہ چیز ہے! (سخن گفتن و بکر جاں سفتن است) اور اپنے مذاقِ طبیعت کی مناسبت سے متروک الفاظ کی فہرست مرتب کرنا اور قواعد بنانا ایک جداگانہ شئے۔ اسلئے اکابر شعرائے تجربہ نے جن جن رعایتوں کو جائز تصور فرمایا ہے اُن سب سے بقدرِ ضرورت استفادہ کیا گیا ہے۔ ناتجربہ کاروں کی رائے کا لحاظ نہیں کیا گیا۔

(۴) روضۂ اقدس رحمۃ للعالمین کی حاضری کا شرف نصیب ہونے کے بعد۔ سلام کی بہت ضرورت پائی گئی۔ دو سلام عرض کئے گئے ہیں۔ اتحادِ بحور و الفاظ کے لحاظ سے توارد ناگزیر ہے۔ یہ سلام کسی اور کے بھی تصور فرمائے جائیں تو مجھ گنہگار کو کوئی عذر نہیں ہے۔ مگر ان کی بڑی ضرورت ہے۔ ورنہ مزدور و معلم کی نہ صرف محتاجی رہتی ہے بلکہ اُن کا ساتھ رہنا مخل جذبات خلوص بھی ہے۔

(۵) پچیس تیس سال پہلے کتب فروشوں کی دکانیں عربی اُردو فارسی کی متداول اور درسی کتابوں سے معمور رہتی تھیں اور بہت کم قیمت پر بہترین چھاپے کی کتابیں مل جاتی تھیں۔ مگر آج کوئی کتاب نہیں ملتی۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ یہی کہ اب ان کتابوں کا انتخاب پڑھایا جاتا ہے اور کوئی کتاب اپنے نام سے شریک نصاب نہیں ہوتی۔ یہی لیل و نہار رہے تو دشوار ہے کہ کوئی اصل کتاب مل سکے۔ اگر ایسا ہو تو یہ کسقدر ماتم انگیز واقعہ ہوگا۔ معلوم نہیں منتخبات کے چھپوانے والوں کو یہ حق کس طرح مل گیا کہ ہر ایک کتاب کے انتخاب کو چھپوا کر بے دریغ فائدہ بھی حاصل کرتے ہیں اور مفت میں مؤلف بھی بن جاتے ہیں اور اس حکومت سے تصرفات کرتے ہیں کہ گویا کتابیں میراث میں ملی ہیں۔ یاد رہے کہ ایسے حقوق صرف گورنمنٹ کو حاصل ہیں۔ اب یہ علماء کا اولین فرض ہے کہ اس قومی علمی دولت کو ناعاقبت اندیشوں کے شب خوں سے بچائیں۔ ہم اپنی تصانیف کی حد تک یہ تاکید جتا دیتے ہیں کہ خدارا کوئی ہماری کتابوں کا انتخاب نہ کرے ہاں میرے بعد میری اولاد یا خیر خواہ احباب بجنسہ صحت کے ساتھ اصل کتاب چھپوا کر فائدہ حاصل کر سکتے ہیں فقط

سیفی سبحانی
کان اللہ لہٗ

پند ستان

المعروف بہ

دیوان نصائح سیفی

ایڈیشن دوم

صائب و سعدیؒ کے رنگ میں یہ ایک لاجواب اور ہندوستان بھر میں اپنی وضع کی پہلی کتاب ہے حکیمانہ خیال و ناصحانہ اقوال اس قدر دلچسپ و پر اثر طریقہ سے نظم کئے گئے ہیں کہ ہر ایک شعر ضرب المثل ہے مشاہیر ہند و دکن اس کی خوبیوں کے معترف اور فرماتے ہیں کہ یہ دیوان نصاب مدارس میں شریک ہونے کے لائق اور طلبہ کو انعام میں دینے کے قابل ہے۔ مروجہ رندانہ و مبتذل شاعری کی وجہ تفنن شاعری سے عام طور پر جو تنفر پیدا ہو گیا ہے وہ اس کے مطالعہ کے بعد دور ہو جاتا ہے امید کہ علم دوست حضرات اس کے مطالعہ کا ضرور خیال فرمائیں گے۔

قیمت

درجہ اول عہ؍

درجہ دوم ۱۲؍ و سوم ۸؍

بلغ المبیـ

مولانا سیفی کے کلام توحیـ
مقبول عام مجموعہ ہے جس کی
و اخبار میں بار بار شائع ہو
کی آنکھوں کو منور کر چکی ہے
مظلو میں بلاد اسلامیہ ـ

تفصیل حاشیہ روانہ کی گئی ہے اور جو چوتھی مرتبہ باضافہ مضامین مفید شائع ہو کر قریب الختم ہے کیونکہ نہ صرف کتب انعامی میں شریک ہے اور صدارت العالیہ امور مذہبی نے اس کی جلدیں خرید فرمائی ہیں بلکہ دیگر جلیل القدر حضرات نے بھی اس کو کثیر المعلومات اور مسلمانوں کے لئے نہایت کارآمد خیال فرماتے ہوئے بغرض تقسیم عام خرید فرمایا ہے امید کہ طلب کرنے میں عجلت فرمائی جائیگی۔

ذریـ ... ۳۲
ذریعہ صحیفہ ۲۵ خورداد ۱۳۳۲ف
ذریعہ رہبر دکن ۲۶ آبان ۱۳۳۲ف
روانی شدنی
جمع

قیمت گورنمنٹ سے عہ عام خریداروں سے ۸ر

نوٹ :- یہ اور دیگر کتابیں عالیجناب مصنف صاحب مدظلہ اور دیگر کتب فروش صاحبوں سے مل سکتی ہیں۔ فرمائشوں کے وقت تعمیل کا کافی انتظام کیا گیا ہے۔